Regn No EP-87

رجسٹرڈ نمبر ایل ۶۷

ایڈیٹر: محمد حفیظ بقاپوری

چندہ سالانہ چھ روپے۔ ششماہی ۵۰-۳ روپے۔ ممالک غیر ۵۰ روپے۔ فی پرچہ ۱۳ نئے پیسے

قادیان

جلد ۷ | ۴ر تبوک ۱۳۳۷ ہش | ۱۹ صفر ۱۳۷۸ھ - ۴ ستمبر ۱۹۵۸ء | نمبر ۳۴

مملکتِ اسرائیل

(از مکرم مولوی سمیع اللہ صاحب انچارج احمدیہ مسلم مشن بمبئی)

(۱)

مملکتِ اسرائیل دن بدن حقیقت کا روپ اختیار کرتی جا رہی ہے۔ وہ "شجرۂ ممنوعہ" جس کی قربت سے اہلِ عرب کو منع کیا گیا تھا فلسطین کی مقدس سرزمین اب اسی درخت سے فیضیاب ہو رہی ہے۔ وہ اولادِ ابراہیم جنہیں تقدیرِ الٰہی نے "ارضِ مقدس" سے جدا کر دیا تھا۔ اب انہیں اسی "مشیتِ الٰہی" کے دوسرے ظہور نے اسی "مادرِ وطن" کی آغوش میں پہنچا دیا ہے۔

صیہونی تحریک

اسرائیلی تاریخ سے معلوم ہوتا ہے کہ انیسویں صدی میں یہودیوں نے اپنی نشاۃِ ثانیہ کی منظم جدوجہد شروع کی۔ اس صدی میں ڈاکٹر ہرزل نے "تحریکِ صیہونیت" کی بنیاد ڈالی۔ اس وقت فلسطین پر دولتِ عثمانیہ کی حکومت تھی۔ ۱۸۳۷ء میں یہودیوں کے مشہور لیڈر موسےٰ نے محمد علی پاشا والیٔ مصر و فلسطین سے ملاقات کی اور فلسطین میں "یہودی کالونی" بسانے کی اجازت چاہی مگر پاشا مذکور نے انکار کر دیا۔ اس کے بعد یہودیوں کے وفد نے "سلطان عبد الحمید ثانی" سے ملاقات کی۔ اور اپنا مدعا بیان کیا۔ لیکن سلطان نے بھی انکار کر دیا۔

الکحل

ان دونوں درباروں سے محروم ہونے کے بعد یہودی مایوس نہیں ہوئے بلکہ وہ زبردست "صیہونی تحریک" زور پکڑ گئی حتیٰ کہ پہلی جنگِ عظیم چھڑ گئی۔ اس جنگ میں ایک مرتبہ یہودیوں کو برطانیہ کی ہمدردی خریدنے کا بہت اچھا موقعہ ہاتھ آیا۔ ہوا یہ کہ اثنائے جنگ میں برطانیہ کا "الکحل" ختم ہو گیا جو بیٹھنے والے گولے کے لئے درکار ہوتا ہے اس کا برطانیہ کی جنگی پوزیشن پر بُرا اثر پڑنے لگا۔ اس آڑے وقت ایک یہودی انگریزوں کے کام آیا۔ "ڈاکٹر وائزمین" نے انگریزوں کو لکڑی سے "الکحل" بنانے کا طریقہ بتایا۔ اس معاملہ میں انگریزوں کی ہمدردی یہودیوں کے ساتھ ہو گئی۔

ڈاکٹر وائزمین کا مطالبہ

جنگ کے بعد جب اتحادیوں نے "مشرقِ وسطیٰ" کے حصے بخرے کئے۔ اور فلسطین انگریزوں کی "تولیت" میں دے دیا گیا۔ تو اب "ڈاکٹر وائزمین" نے انگریزوں سے اس احسان کا بدلہ مانگا۔ اور مطالبہ کیا کہ فلسطین کو یہودیوں کا قومی وطن بنا دیا جائے۔

انگریزوں نے یہودیوں کا یہ مطالبہ تو فوراً تسلیم کر لیا کہ ان کا ایک قومی وطن ہونا چاہیے مگر وہ فلسطین نہیں بلکہ "یوگنڈا" "مشرقی افریقہ" کو ان کا قومی وطن بنانا چاہتے تھے۔ انگریزوں نے جب یہودیوں کے سامنے اپنی تجویز رکھی تو یہودیوں نے اسے نامنظور کر دیا۔ اور فلسطین سے اپنا قومی و مذہبی تعلق دکھا کر پھر مطالبہ کیا کہ انہیں اسی جگہ آباد کیا جائے۔

اعلانِ بالفور

انگریز جنہیں یہودیوں کی دلجوئی منظور تھی۔ یہ تجویز منظور کر لی۔ اور ۱۹۱۷ء میں "بالفور" برٹش وزیر خارجہ نے فلسطین کو یہودیوں کے "قومی وطن" بنانے کا اعلان کر دیا۔ اس اعلان کے بعد اطرافِ عالم کے یہودی سمٹ سمٹ کر فلسطین آنے لگے۔ اس وقت فلسطین کے شہر و دیہات، جنگل و باغات اور زمین و جائداد پر عربوں کا قانونی قبضہ تھا۔ اگر عربوں میں دور اندیشی۔ وطن دوستی اور نیک نیتی کا رجحان ہوتا تو وہ اسی وقت یہودی خطرات کے خلاف مورچہ لگا لیتے۔ اور یہودی سرمایہ داروں کے ہاتھ اپنے وطن کا کوئی ٹکڑا فروخت کرنے پر تیار نہ ہوتے۔ مگر عربوں کی دنیا دارذہنیت یہودی زرداروں کا مقابلہ نہیں کر سکی۔ اور انہوں نے فلسطین بلکہ خاص بیت المقدس اور اس کے آس پاس کا خاص علاقہ ان کے ہاتھوں فروخت کرنا شروع کر دیا۔

یہودی جو فلسطین میں۔ علم، عقل اور احساسِ قومی کی دولت لے کر نازل ہوئے تھے انہوں نے جلد جلد فلسطین میں اپنے قدم جمانے شروع کر دیئے۔ اور اپنے علم و دولت سے فلسطین کی اسی طرح خدمت کرنی شروع کر دی۔ جس طرح کسی "محبت" کی طرف سے "مادرِ وطن" کی کی جا سکتی ہے۔

یہودیوں کی تعمیری قوت

فلسطین کی سرزمین جو پہلے زراعت و باغات کے لحاظ سے نہایت ناقص سمجھی جاتی تھی۔ جہاں ہر طرف بنجر، اوسر میدان۔ دلدل اور مردہ پہاڑیاں پائی جاتی تھیں۔ یہودیوں کے دم قدم سے سرسبز و شاداب اور زرخیز آباد ہو گئی۔ وہ فلسطین جس نے کبھی فیکٹری کی صورت اور ٹریکٹروں کی نقل و حرکت نہیں دیکھی تھی وہاں اب جا بجا فیکٹریوں کا دھواں اور ٹریکٹروں کی قطار نظر آنے لگی۔ وہ فلسطین جس نے کبھی پولٹری فارم اور ڈیری فارم کا نام تک نہیں سنا تھا: اب وہاں ہر شہر و گاؤں میں یہ فارم قائم ہو گئے۔ عرب جو تقدیر پر قناعت کرنے کے کچھ عادی سے ہو گئے ہیں وہ آنکھیں پھاڑ پھاڑ کر یہودیوں کی تعمیری قوت وطن سے محبت اور زندگی کو خوشگوار بنانے کی صلاحیت دیکھتے ہیں۔ اور مڑ کے کہہ دیتے ہیں کہ وہ ان کی تقدیر کا عطیہ ہے اور یہ میری تقدیر کا۔ اور جب انہیں جہالت و بدنظمی اور نااہلی و کاہلی کا طعنہ دیا جاتا ہے تو بڑی بے اعتنائی سے جواب دیتے ہیں کہ ان کی پشت پر تو مغربی طاقتیں ہیں۔ گویا انہیں ابھی تک یہودیوں کے علم۔ ہمت اور قوم پرستی کی خبر ہی نہیں۔

یہود و عرب قوم پرستی

یہ ضرور ہے کہ اس وقت کرنل ناصر بھی عرب قوم پرستی کا نعرہ لگا رہے ہیں۔ مگر کتنا فرق ہے۔ یہودیوں اور عربوں کی قوم پرستی میں یہودیوں نے "تحریکِ صیہونیت" کے ذریعہ تمام دنیا کے یہودیوں کو اخوت و مودت کی ایک لڑی میں پرو دیا ہے۔ مگر کرنل ناصر اور دوسرے زعماء عرب نے جو عرب لیگ قائم کی ہے۔ اس کے ذریعہ عربی و غیر عربی مسلمانوں کو دو مختلف کیمپوں میں بانٹ دیا ہے۔ اگر اہلِ عرب چاہیں تو وہ یہودیوں کی "قوم پرستی" سے عبرت حاصل کر سکتے ہیں۔

زراعت و صنعت

فلسطین نے یہودیوں کی آمد کے بعد زندگی کے تمام شعبوں میں ترقی کی ہے۔ یہودیوں کی یہ "ہمہ جہتی" ترقی دیکھ کر بار بار خیال آتا ہے کہ فلسطین کی سرزمین عربوں کی جہالت و نااہلی پر کس قدر کفِ افسوس ملتی ہوگی کہ محض ان کی غفلت و کاہلی کے باعث ایک "مغضوب قوم" کو اس کی چھاتی پر بیٹھ کر اپنے حسن کی بہار دکھانے کا موقعہ مل گیا۔ کاش یہ سعادت و نیک نامی عربوں کے حصے میں آئی ہوتی۔

یہودیوں کی اسی زندہ دلی اور خوشگوار زندگی سے محبت کا نتیجہ تھا کہ بہت جلد اقوامِ عالم کی نگاہیں ان کی طرف اُٹھنے لگیں۔ اور عام طور پر بڑی طاقتیں فلسطین کو یہودیوں کا قومی وطن بنانے کے لئے یہ دلیل دینے لگیں کہ فلسطین سی مُردہ زمین اور پسماندہ خطۂ ارض کو یہودیوں جیسے کاشتکار و صناع کی ضرورت ہے۔ چنانچہ جوں جوں عرب لیگ کے رویہ میں فلسطینی یہودیوں کے معاملہ میں سختی آتی گئی۔ دنیا کی ہمدردی یہودیوں کے ساتھ ہوتی گئی۔ اور آج تو ہم کہہ سکتے ہیں۔ کہ "عرب لیگ" کے سوا دنیا کا کوئی ملک نہیں چاہتا کہ یہودیوں کا پودا فلسطین سے اکھڑ جائے۔ حتیٰ کہ پنڈت جواہر لال نہرو وزیر اعظم ہند بھی اسی حق میں نہیں عربوں کو آپ کا مشورہ یہ ہے کہ مملکتِ اسرائیل کو تسلیم کر لیں۔

"تل عفیف"

اگر آپ اسرائیلی فلسطین کی سیر کریں تو آپ کو وہاں "تل عفیف" نام کا ایک شہر ملے گا۔ یہ شہر یہودیوں کا بسایا ہوا ہے اور ان کی تعمیری صلاحیت کا "شاہکار" سمجھا جاتا ہے۔

"تل عفیف" دیگر اِدیرا آباد۔ یہودیوں کی جفاکشی و ہنرمندی نے آج اسے "بہشت" بنا دیا ہے۔ اس کی آبادی دو لاکھ سے کچھ زیادہ ہے۔

(باقی صفحہ ۲ پر)

ملک صلاح الدین ایم۔ اے پبلشر نے راما آرٹ پریس امرتسر میں چھپوا کر دفتر اخبار بدر قادیان سے شائع کیا۔

اخبارِ احمدیہ

ربوہ ۲۹ اگست۔ سیدنا حضرت خلیفۃ المسیح الثانی ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز کی صحت کے متعلق اخبار الفضل میں شائع شدہ اعلان مظہر ہے کہ "نقرس کی خفیف تکلیف تاحال چل رہی ہے"۔ احباب خاص توجہ اور التزام کے ساتھ دعا فرمائیں کہ اللہ تعالیٰ حضور ایدہ اللہ تعالیٰ کو جلد صحت یاب کرے اور کام کرنے والی لمبی عمر عطا فرمائے۔ آمین۔

قادیان یکم ستمبر۔ کل رات آٹھ بجے کی گاڑی حضرت بھائی عبد الرحمٰن صاحب قادیانی بخیر و عافیت پاکستان سے واپس تشریف لے آئے۔ آپ کی صحت بفضلہ تعالیٰ پہلے سے اچھی ہے۔ الحمد للہ۔

قادیان ۲ ستمبر۔ محترم جناب مولوی برکات احمد صاحب راجیکی ناظر امور عامہ کو ۳۰ اگست کو اچانک دردِ گردہ کی شدید تکلیف ہو گئی۔ آپ بسلسلہ تبلیغ بابا بکالا تشریف لے گئے ہوئے تھے۔ اسی سفر میں واپسی پر آپ کو یہ تکلیف ہو گئی۔ اب افاقہ ہے احباب موصوف کی صحت کاملہ عاجلہ کے لئے دعا فرمائیں۔

قادیان ۲ ستمبر۔ محترم صاحبزادہ مرزا وسیم احمد صاحب مع بیگم صاحبہ بفضلہ تعالیٰ بخیر و عافیت ہیں۔ البتہ صاحبزادی امۃ الحلیم کو شدید بخار کی شکایت رہی ہے۔ گو اب بخار سے آرام ہے۔ تاہم نقاہت ہے اسی طرح چھوٹی صاحبزادی امۃ الکریم سلمہا کو نزلہ و زکام کی شکایت ہے۔ احباب جماعت ہر دو صاحبزادیوں کی شفائے کاملہ عاجلہ کے لئے دعا فرمائیں۔

ہفت روزہ بدر قادیان ـــــــ مورخہ ۴؍ستمبر ۱۹۵۸ء

ملک کی غذائی حالت

اخبارات میں شائع ہونے والی خبروں ، وزراء اور ممبران پارلیمنٹ کے بیانات سے یہ بات تو واضح ہے۔ کہ اس وقت ملک کی غذائی صورت حالات تسلی بخش نہیں۔ بیان کیا جاتا ہے کہ بعض صوبوں میں قحط کے سے حالات پیدا ہو رہے ہیں۔ مگر ساتھ ہی حکومت کی طرف سے پیش آمدہ حالات پر قابو پانے کی پوری کوشش کی جا رہی ہے۔ اور امید ہے کہ یہ وقتی تشویش کی صورت جلد رفع ہو جائے گی۔

حقیقت یہ کہ ملک میں اناج کی قلت کا مسئلہ بڑا اہم ہے۔ کیونکہ اناج کی کمیابی اور مہنگائی کا ہر چیز پر اثر پڑتا ہے۔ یہی وجہ ہے کہ اناج کے نرخ بڑھنے سے دیگر اشیاء کی قیمتیں بھی چڑھ رہی ہیں اور ضروریاتِ زندگی کا حصول دن بدن دقت طلب ہو رہا ہے۔ ان حالات میں ملک کے غذائی مسئلہ کا فوری حل بہت ضروری ہے۔ اس صورتِ حال کو دیکھ کر بعض لوگ اپنے غم و غصہ کا اظہار ایسے طریق سے کر رہے ہیں یا کرنا چاہتے ہیں جو ملک کے لئے کسی صورت میں بھی سود مند نہیں ہو سکتا۔ اس مشکل کے وقت حکومت اور عوام کے کامل اشتراکِ عمل کی اشد ضرورت ہے۔ تمام بہی خواہانِ وطن کو یہ بات اچھی طرح ذہن نشین کر لینے کی ضرورت ہے کہ غلہ کی کمیابی اور مہنگائی پر حکومت کو کوسنے، افسران کو برا بھلا کہنے، مختلف رنگوں میں مظاہرے کرنے اور نعرہ بازی سے یا بھوک ہڑتال کے طریق اختیار کرنے سے بھوکوں کو روٹی تو مل نہیں سکتی۔ یا تنگ دستوں کو سستے نرخوں پر اناج تو میسر نہیں آ سکتا۔ البتہ عوام میں بے اطمینانی اور اضطراب کی صورت ضرور پیدا ہو سکتی ہے۔ جو سارے ملک کے لئے ایک بڑی مصیبت کا پیش خیمہ تو بن سکتی ہے۔ مگر شاہراہ ترقی کی نشاندہی نہیں کر سکتی!!

پس اس وقت جہاں حکومت کے ذمہ یہ فرض عائد ہوتا ہے کہ وہ تمام افراد کے لئے غلہ کی بہم رسانی کا بندوبست کرے وہاں ان غلط رجحانات کو روکنے کی اشد ضرورت ہے۔ جو غلہ کی قلت کے تعلق میں واویلا کی صورت میں پیدا ہو رہا ہے یا پیدا کیا جا رہا ہے!!

ہم حکومت کو اس تکلیف کے رفع کرنے کی طرف توجہ دلانے کے خلاف نہیں مگر ہمیں ان طریقوں سے بھی اتفاق نہیں۔ جن کو توجہ دلانے کا ذریعہ قرار دیا جا رہا ہے!!!

ملک کے غذائی مسئلہ کے حل کی فوری اور مستقل دونوں صورتیں ہمارے سامنے ہیں۔ ہمارا فرض ہونا چاہیئے۔ کہ اس سلسلہ میں اپنے فرائض کو پہچانیں اور پھر ان سے عہدہ برآ ہونے کی مقدور بھر کوشش کریں۔ حکومت اپنی جگہ اپنے فرائض کی بجا آوری میں صدق دلی کا ثبوت دے اور عوام اس پر اعتماد کا اظہار کرتے ہوئے ہمت اور پامردی کے ساتھ حالات کا مقابلہ کریں تو یہ وقتی مشکل آسان ہو سکتی ہے!!

حکومتی سطح پر اس مشکل کا فوری حل تو وہی ہے جس پر اس وقت عملدر آمد ہو رہا ہے۔ یعنی حسب ضرورت غیر ممالک سے اناج کی درآمد۔ چنانچہ پچھلے دنوں وزیر خوراک نے لوک سبھا میں بتایا تھا کہ دوسرے پلان کے دو برسوں میں دو ارب ۸۰ کروڑ روپیہ کی غذائی درآمد کے مقابل پر تیسرے برس کے لئے بجٹ میں ایک ارب گیارہ کروڑ روپیہ وقف کیا گیا ہے۔ اس لئے کوئی وجہ نہیں کہ حکومت کے متعلق یہ تاثر لیا جائے کہ گویا وہ اپنے فرائض کی بجا آوری میں قطعی غفلت برت رہی ہے!! البتہ پچھلے وقتوں میں اندازے کی کچھ غلطیاں ہوئی ہیں۔ ہر کام کرنے والا کبھی تو مقررہ نشانہ پر پہنچ جاتا ہے۔ اور بعض اوقات اس کا نشانہ چوک بھی جاتا ہے۔ یہی وجہ ہے کہ پچھلے دنوں جب پارلیمنٹ میں وزارت خوراک کو اعتراضات کا نشانہ بنایا گیا۔ تو وزیر اعظم نے دخل دیتے ہوئے پوری منسٹری کو اس کا ذمہ وار قرار دیا۔

بہر حال ہمارے سامنے سوال تو یہ ہے کہ اس وقت کیا صورت اختیار کی جائے۔ اس کے متعلق جیسا کہ بیان ہو چکا ہے فوری صورت تو غیر ممالک سے حسب ضرورت غلہ کی درآمد ہے۔ اس کے ساتھ ہی اگر حکومت ہمت کر کے ماہرین کے مشورہ سے ایسے ذرائع معلوم کرے جو موجودہ غلہ کو کیڑوں وغیرہ سے محفوظ رکھنے میں کارآمد ہوں اور پھر ان کی اچھی طرح تشہیر کی جائے تو ہر شخص کو ان سے ذاتی فائدہ پہنچنے کی صورت میں ایسے عام طبقہ کی طرف سے یقیناً پسندیدگی کی نگاہ سے دیکھا جائے گا۔ موجودہ غلہ کا جو حصہ محض اس طرف توجہ نہ دینے سے تلف ہو جاتا ہے یقینی طور پر بچ جائے گا۔

پھر عوام اس مسئلہ کے فوری حل میں اس طرح بھی حصہ دار بن سکتے ہیں کہ اناج کی خورد برد اخت پر زیادہ توجہ دیں اسراف سے بچیں۔ گھروں میں عورتیں کھانا پکاتے وقت جزرسی سے کام لیں خوراک کو ضائع ہونے نہ دیں۔ اسی طرح جن گھروں میں روزانہ کئی قسم کے کھانے تیار کئے جاتے ہیں۔ وہ قربانی کرتے ہوئے صرف ایک ہی کھانے پر کفایت کریں۔ پھر شادی بیاہ کے مواقع پر بالعموم ضرورت سے زیادہ کھانا تیار کیا جاتا ہے۔ اور اکثر اوقات بیجا تکلفات عمل میں لائے جاتے ہیں۔ اگر ان تمام تکلفات کو رضاکارانہ طور پر چھوڑا جائے تو اناج کی ایک کافی مقدار بچت میں آ سکتی ہے۔

اسی طرح ذخیرہ اندوز اور منافع خور لالچی طبقہ کو ملک میں مصنوعی قحط کی صورت پیدا کرنے سے باز رکھنے کے لئے کوئی موثر قدم اٹھانے کی ضرورت ہے۔ اس قسم کے لوگ درحقیقت انسانیت دشمن ہونے کے باعث کسی نرمی یا رعایت کے حقدار نہیں سمجھے جا سکتے۔ اس لئے جس قدر جلد ہو سکے ملک کو ایسے عنصر سے پاک کیا جانا نہایت ضروری ہے۔

علاوہ ازیں پبلک مفاد کی خاطر سب سے بڑی بات یہ ہے۔ کہ مختلف مکتب خیال کی سیاسی پارٹیاں حکومت پر تنقید کرنے کی بجائے اپنے ماحول کے مطابق ملک کی اس مشکل کو حل کرنے میں زیادہ سے زیادہ تعاون کا ہاتھ بڑھائیں کیونکہ مشکلات و مصائب کے مقابلہ کے لئے اتحاد و یگانگت سے بڑھ کر اور کوئی موثر ذریعہ نہیں

اس میں کوئی شک نہیں۔ کہ برسر اقتدار سیاسی پارٹی کے لئے اپوزیشن کی ضرورت ہے۔ مگر ظاہر ہے۔ کہ ہر معاملہ میں مخالفت بھی تو قابل تعریف نہیں بلکہ بسا اوقات غیر معمولی تعاون سے اپوزیشن وہ کچھ حاصل کر سکتی ہے۔ جو ہر میدان میں مخالفت سے ممکن نہیں۔ لیکن سچا بہی خواہ وہی ہے۔ جو وقت کی نزاکت کو پہچانے اور ہمیشہ ملکی مفاد کو ترجیح دے۔

جہاں تک ملک میں اناج کی قلت کو مستقل بنیادوں پر دور کرنے کا سوال ہے۔ زیر عمل منصوبے بہت حد تک امید افزا ہیں۔ جن میں ذرائع آب پاشی کی تکمیل کے نتیجہ میں ملک کا زیادہ سے زیادہ علاقہ زیر کاشت لایا جائے گا۔ البتہ اگر اس کے ساتھ ہی کاشت کے جدید طریقوں کو بھی اپنے ملک میں رائج کرنے کی کوشش کی جائے۔ تو ملک کا غذائی مسئلہ نسبتاً جلد اور زیادہ آسانی سے حل ہو سکتا ہے۔

بایں ہمہ ملک کے کاشتکار طبقہ میں بیداری و ذمہ داری کا احساس پیدا کرنے کی بہت ضرورت ہے۔ اس لئے کہ اس میدان میں ابھی مکمل ترقی کی بڑی گنجائش موجود ہے۔ پچھلے دنوں میسور میں جو زرعی اور اقتصادی ماہرین کی بین الاقوامی کانفرنس منعقد ہوئی۔ اس میں وزیر اعظم نے تقریر کرتے ہوئے اسی قسم کی اہم باتوں کی طرف توجہ دلائی تھی۔ آپ نے کہا تھا کہ

"اس وقت بھارت کی سب سے بڑی ضرورت اناج کی پیداوار بڑھانا ہے اور اناج کی پیداوار میں اضافے کی کافی گنجائش ہے۔ کیونکہ اس وقت فصل بہت کم ہوتی ہے۔"

اسی موقعہ پر آپ نے ہندوستانیوں کی ایک بڑی خامی کا بھی ذکر کیا۔ جس پر اگر تدبر کی نگاہ ڈالی جائے۔ تو فی الحقیقت یہی خامی ملک کی غذائی حالت کے جلد سدھرنے میں بڑی روک بن رہی ہے۔ آپ نے کہا تھا کہ

"صدیوں تک غیر ملکی حکومت رہنے کے باعث لوگوں میں ہر بات کے لئے حکومت پر انحصار رکھنے کی عادت پڑ گئی ہے لوگوں کو حکومت کی طرف دیکھنے کی بجائے اپنی مدد آپ کرنے کے اصول پر عمل کرنا چاہیئے"

پس اگر ہم دل سے اس بات کے متمنی ہیں۔ کہ ملک کی غذائی ضروریات کو پورا کرنے کے سلئے زیادہ دیر تک ہمارا ملک دوسروں کا دست نگر نہ رہے۔ تو ملک کے ہر بہی خواہ کا فرض ہے کہ اپنی ذمہ داری کا احساس کرے۔ اور جلد سے جلد غلامی کی اس یاد کو اپنے ذہن سے مٹانے کی کوشش کرے!! ٭

غانا (مغربی افریقہ) میں جماعت احمدیہ کی تبلیغی سرگرمیاں

ملک کے طول عرض میں ۲۲ تبلیغی لیکچر۔ ۲۰ ہزار افراد تک پیغام حق کی اشاعت

۲۳۴ قصبات اور دیہات میں احمدی مبلغین کا دورہ۔ ۱۲۱ اشخاص کا قبول احمدیت

احمدیہ مشن غانا کی ششماہی رپورٹ۔ از جنوری تا جون ۱۹۵۸ء

(از مکرم مولوی فضل الٰہی صاحب انوری بی۔ ایس۔ سی شاہد مقیم غانا)

عرصہ زیر رپورٹ میں مکرم مولوی نذیر احمد صاحب مبشر امیر احمدیہ مشن غانا نے ۱۷۹۲ میل کا سفر کیا۔ اور ۳۵ مختلف قصبات کا دورہ کر کے تبلیغی لیکچر دیئے۔ آپ نے قریباً ایک صد معزز اشخاص تک انفرادی ملاقات کے ذریعہ اسلام کا پیغام پہنچایا۔ کئی افسران حکومت سے بھی ملے۔ ماہ اپریل میں آٹھ افریقن آزاد ممالک کی کانفرنس منعقدہ اکرا کے موقع پر آپ نے نمائندگان کے لئے اچھی خاصی تعداد میں لٹریچر بھیجا۔

اسی طرح بیروت (لبنان) میں منعقد ہونے والی اسلامی کتب کی ایک نمائش کے لئے مشن کا شائع کردہ لٹریچر ارسال کیا۔ اس کے علاوہ آپ روزانہ صبح بعد نماز فجر درس قرآن کریم دیتے رہے۔ خطبات جمعہ اور عید الفطر، عید الاضحیہ کے خطبات میں جماعت کے احباب کو نصائح اور تلقین فرمائی۔

مکرم امیر صاحب امارت کے فرائض کے علاوہ جماعت احمدیہ کے قائم کردہ تعلیمی اداروں کے جنرل مینجر کے فرائض بھی ادا کرتے رہے۔

محکمانہ اجلاسوں میں شرکت

۹ مارچ کو آپ نے وزیر تعلیم کی دعوت پر جنرل مینجر آف سکولز کی ایک میٹنگ میں شرکت فرمائی جس میں پرائمری اور مڈل سکولوں کے نصاب اور دینی تعلیم پر غور کیا گیا۔ ۱۱ جون کو آپ کو وزیر تعلیم کی طرف سے مشنوں کے سربراہوں کی ایک میٹنگ میں بلایا گیا جو نوجوان لڑکوں اور لڑکیوں کی آوارگی اور بد اخلاقی کی روک تھام کے سلسلہ میں اکرا میں منعقد کی گئی تھی۔ سوشل ویلفیئر آفیسر نے عوام کی فلاح و بہبود کے بارے میں مناسب اقدام کرنے کی اہمیت بیان کی اس کے بعد وزیر تعلیم نے مکرم امیر صاحب سے خواہش کی کہ وہ اپنے خیالات کا اظہار کریں۔ چنانچہ آپ نے مندرجہ ذیل مخرب الاخلاق کی اصلاح اور روک تھام پر زور دیا۔

(۱) ناچ اور بیہودہ گانے۔

(۲) سینما۔ (۳) شراب نوشی۔

(۴) والدین کی اپنے بچوں کے متعلق عدم توجہ و لاپرواہی۔

(۵) نوجوان لڑکیوں کا لوگوں کے گھروں میں جا کر چیزیں فروخت کرنا۔

(۶) مردوں اور عورتوں کا آپس میں آزادانہ اختلاط۔

(۷) سکولوں اور کالجوں کے لڑکوں اور لڑکیوں کا اکٹھے مختلف مقامات پر سیر و سیاحت کے لئے جانا۔

(۸) غیر شادی شدہ لڑکیوں کا بناؤ سنگار کر کے آوارہ پھرنا۔

(۹) نوجوان لڑکوں یا لڑکیوں کا بروقت شادی نہ کرنا یا مجرد رہنا۔

(۱۰) گندے اور فحش ناول کا مطالعہ کرنا۔

(۱۱) بعض نوجوان لڑکیوں کا غیر لوگوں کے گھروں میں رہ کر سکولوں میں تعلیم حاصل کرنا۔

(۱۲) سکولوں کے بعض ٹیچروں کی اخلاقی اور دینی حالت کا اچھا نہ ہونا جس کا برا اثر طلباء اور طالبات پر بھی پڑتا ہے۔ آپ نے نقائص کو بیان کر کے ان کے دور کئے جانے یا حتی الامکان کم کرنے پر زور دیا۔

آپ کے بعد دوسرے جنرل مینجرز اور مدعو اشخاص بھی بولے۔ ان میں سے اکثر نے مکرم امیر صاحب کی تجاویز سے اتفاق کیا۔ بالآخر تیرہ آدمیوں کی ایک کمیٹی بنائی گئی۔ جس میں مکرم امیر صاحب کو بھی شامل کیا گیا۔ اس کمیٹی کے لئے قرار پایا کہ ہر تین ماہ کے بعد اجلاس کرے۔ اور بے راہ روی کی روک تھام کے لئے ہر ممکن اقدام کرے۔

احمدیہ مشن کماسی

اس مشن کے انچارج مکرم ملک خلیل احمد صاحب اختر رہیں۔ عرصہ زیر رپورٹ میں آپ نے اپنے علاقہ "Extra mural" مختلف مقامات پر جا کر ۲۵ تقاریر کیں۔ اور ۱۷ مقامات کا دورہ کیا۔ علاوہ ازیں آپ کو ایکسٹرا موریل سٹڈی ڈیپارٹمنٹ کے زیر اہتمام اسلامی فقہ اور اسلامی تمدن کے عنوانات پر دو لیکچر دینے کا موقعہ ملا۔ آپ نے اپنے مشن کی طرف سے ایک کتاب "لائف آف محمد صلعم" کو "چھوئی" زبان میں شائع کیا۔ حال ہی میں اشانٹی سے ایک احمدی نوجوان فرنچ سوڈان میں گیا ہے۔ وہاں ایک شہر "Bouaka" میں اس نے تبلیغ شروع کی۔ جس کے نتیجہ میں وہاں احمدیہ جماعت قائم ہو گئی ہے اس کے چالیس ممبر ہیں۔

عرصہ زیر رپورٹ میں ایک مقام "Asokore" میں ایک مڈل سکول کھولا گیا ہے۔ اس طرح احمدیہ سیکنڈری سکول کماسی کے لئے ایک ہوسٹل وہاں کے مشن کے زیر اہتمام قائم کیا گیا ہے۔ مکرم اختر صاحب علاوہ تبلیغی کام کے احمدیہ سیکنڈری سکول کماسی میں عربی اور دینیات کی کلاسیں بھی لیتے رہے۔

احمدیہ عربی سکول سویڈرو

اس سکول میں خاکسار بطور انچارج کام کر رہا ہے۔ سکول میں امسال پندرہ نئے طالب علم داخل ہوئے۔ سکول کے سلیبس اور ٹائم ٹیبل کو نئے سرے سے ترتیب دی گئی۔ لائبریری کے لئے بہت سی کتب مصر سے منگوائی گئیں۔ تین عربی رسالوں کا الہلال۔ المجلہ (مصر سے) اور "البشریٰ" (ربوہ سے) اجرا کرایا گیا۔

وزیر اعظم کو مبارکباد

وزیر اعظم غانا کی ایک مصری عورت سے شادی کے موقعہ پر طول و عرض اور بیرونی عرب ممالک سے وزیر اعظم موصوف کو تحائف اور مبارکبادی کے پیغامات موصول ہوئے۔ تو خاکسار نے اپنے سکول کی طرف سے مبارکبادی کے پیغام کے علاوہ سلسلہ کی چھ کتب کا ایک سیٹ بطور تحفہ ارسال کیا جسے وزیر اعظم موصوف نے شکریہ کے ساتھ قبول کیا۔

مارچ میں غانا کے غیر احمدی مسلمانوں کے مذہبی رہنما الحاج امام عباس اکرا سے تشریف لائے۔ انہیں سکول کی کلاسز کا معائنہ کرایا گیا۔

اکرا کانفرنس کے نمائندوں کو عید مبارک

اپریل کے وسط میں اکرا میں منعقد ہونے والی آٹھ افریقی ملکوں کی کانفرنس میں شامل ہونے والے پانچ عرب اسلامی ممالک تونس۔ مراکش۔ لیبیا۔ سوڈان اور متحدہ عرب جمہوریہ کے نمائندوں کے نام عید الفطر کے موقعہ پر خاکسار نے سکول کے اساتذہ اور طلباء کی طرف سے عربی میں عید مبارک کا پیغام ارسال کیا۔ پیغام میں سکول کی غرض و غایت کے علاوہ مختصراً بانی سلسلہ احمدیہ علیہ السلام کی ماموریت۔ جماعت کے موجودہ مرکز اور امام ایدہ اللہ اور جماعت کی عالمگیر تبلیغی سرگرمیوں کا بھی ذکر کیا گیا۔

یہاں کے انڈسٹریل سکول کے پرنسپل کی طرف سے سکول کے طلبہ کی مذہبی اور اخلاقی بہبود کے سلسلہ میں منعقد ہونے والی ایک میٹنگ میں جس میں مختلف عیسائی مشنوں کے سربراہوں کو بلایا گیا تھا۔ خاکسار کو بھی مدعو کیا گیا۔ خاکسار نے عام طلباء کی اخلاقی تربیت اور مسلمان طلبہ کی مذہبی تربیت کے بارے میں تجاویز پیش کیں۔

حضرت مسیح موعودؑ کی پیشگوئیوں اور الہامات کی اشاعت

عید الاضحیٰ کے موقعہ پر خاکسار نے حضرت مسیح موعود علیہ السلام کے بعض چیدہ چیدہ الہامات اور سلسلہ کے مستقبل کے بارے میں بعض پیشگوئیوں کو خود سائیکلوسٹائل کر کے چار صد کی تعداد میں پمفلٹ تیار کئے۔ اور عید کے دوسرے روز یعنی اتوار کو یہاں کے پانچ بڑے بڑے گرجاؤں کے سامنے انہیں تقسیم کیا گیا۔ کچھ پمفلٹ کمرشل کالج کے طلباء اور سٹاف کو اور شہر کے اندر بھی تقسیم کئے گئے۔ نیز ڈاکخانہ اور دوسرے اہم مقامات پر بھی چسپاں کئے گئے۔ تین اشخاص کو تبلیغ کی۔ اور انہیں سلسلہ کی بعض کتابیں مفت پڑھنے کے لئے دیں۔

احمدیہ مشن اکرا

اس مشن کے انچارج مکرم عبد الرشید صاحب رازی ہیں آپ شہر کے چیدہ چیدہ اشخاص سے مل کر تبلیغ اسلام کا فریضہ بجا لاتے رہے۔

لجنہ اماء اللہ

مکرمہ اہلیہ صاحبہ الحاج مولانا مبشر صاحب عرصہ زیر رپورٹ میں مکرم امیر صاحب کے ساتھ باہر جا کر عورتوں میں تربیتی تقاریر کرتی رہی ہیں۔ اس کے علاوہ آپ روزانہ سکول کی لڑکیوں کو قاعدہ یسرنا القرآن اور قرآن مجید پڑھاتی رہی ہیں۔

مبارک مرحوم اور پیشگوئی مصلح موعود

اور

اس کے مصداق کی فضول انتظار

از مکرم مولوی محمد ابراہیم صاحب فاضل قادیان

(۱)

موجودہ زمانہ میں دہریت۔ مادیت۔ الحاد وکفر اور باطل پرستی۔ اسلام کی کمزوری اور مغلوبیت کو دیکھ کر حضرت بانی سلسلہ عالیہ احمدیہ نے خدا تعالےٰ کی زندہ ہستی اس کی صفات کا ثبوت دینے اور اس کے قرب کے حصول کے لئے اور اسلام و قرآن کریم اور آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی حقانیت اور عظمت اور ان کے غلبہ کے لئے خدا تعالےٰ سے اطلاع پاکر علاوہ دلائل و براہین کے بہت سے خارق عادت نشانات اور امور غیبیہ اور پیشگوئیاں ظاہر فرمائیں۔ ان میں سے ایک عظیم الشان نشان وہ ہے جس کا تعلق آپ کی اولاد گھر۔ سلسلہ اور مخالفین کے ساتھ ہے۔ اور جو ۲۰ر فروری ۱۸۸۶ء کو بذریعہ الہام آپ کو ملا تھا۔ اور اعلان آپنے ہشیار پور شہر سے کیا تھا اس میں سے بالخصوص ایک غیر معمولی لڑکے کی عظیم الشان پیشگوئی کے بعض پہلوؤں کے متعلق کچھ عرض کرنا چاہتا ہوں۔ اس لڑکے کو مصلح موعود اور پسر موعود کہا جاتا ہے مصلح موعود کی اس پیشگوئی کے متعلق ۱۹۴۴ء سے حضرت مسیح موعود علیہ السلام کے بڑے صاحبزادہ محمود احمد امام جماعت احمدیہ کا یہ دعوےٰ کہ آپ اس پیشگوئی کے ہر طرح مصداق ہیں۔ اور یہ پیشگوئی آپ کے ذریعہ سے پوری ہو چکی ہے۔ اور آپ کا یہ دعویٰ ہے بھی صحیح اور واقعات کے مطابق۔ کیونکہ آپ کی ذات بابرکات میں وہ تمام باتیں پائی جاتی ہیں۔ جن کا ذکر اس پیشگوئی میں ہے۔ اور اس کے متعلقات وتفصیلات میں کیا گیا تھا۔ مگر جیسا کہ دشمنانِ حق کا ہمیشہ سے یہ شیوہ رہا ہے کہ وہ اسے مٹانے کے لئے پورا زور مارتے ہیں۔ اُنہوں نے اس موقعہ پر بھی کوئی کسر باقی نہیں چھوڑی۔ اور اس پیشگوئی کو باطل ثابت کرنے کے لئے اپنا ایڑی چوٹی کا زور صرف کر دیا۔

میں نے ایک گذشتہ مضمون میں یہ بتایا تھا کہ مصلح موعود کے لئے ۹ سال کی الہامی میعاد مقرر تھی۔ چنانچہ اس کی پیدائش اس عرصہ کے اندر اندر ضروری تھی۔ سو اس کے مطابق یہ پیشگوئی پوری ہو گئی ہے۔ اور آئندہ کسی زمانہ میں کسی اور وجود میں اسکے پورا ہونے کی انتظار فضول ہے۔

میرے اس مضمون پر ہمارے محترم جناب قاضی محمد ظہور الدین صاحب اکمل نے ربوہ سے بعض مزید باتوں کی وضاحت کے لئے تحریر فرمایا ہے۔ اور ان کے متعلق ہدایت کی ہے۔ اور میں سمجھتا ہوں کہ وہ باتیں ہیں بھی اہم اور پھر نئی پود کو ان سے واقف ہونا ضروری ہے۔ اسلئے ان کے ارشاد کی تعمیل میں کچھ مزید عرض کرنے کا ارادہ ہے۔

ان امور میں سے ایک وضاحت طلب بات یہ ہے کہ حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام نے اس ۲۰ر فروری ۱۸۸۶ء والی پیشگوئی کے بعد تتمہ دہم جولائی ۱۸۸۶ء والے اشتہار میں یہ تحریر فرمایا تھا کہ:۔

"سب ضرورتوں کو خدا تعالےٰ نے پورا کر دیا تھا اور اولاد بھی عطا کی اور ان میں سے وہ لڑکا بھی جو دین کا چراغ ہوگا بلکہ ایک اور لڑکا ہونے کا قریب مدت تک وعدہ دیا جس کا نام محمود احمد ہوگا اور اپنے کاموں میں اولوالعزم نکلے گا"۔

اب سوال یہ ہے کہ اس سے تو یہ سمجھا جاتا ہے کہ حضرت اقدس نے ۲۰ر فروری ۱۸۸۶ء والے مصلح موعود لڑکے کو دین کا چراغ قرار دیا تھا اور اس کے ساتھ ہی محمود کو اس کے علاوہ ایک اور لڑکا بتایا تھا جس سے معلوم ہوتا ہے کہ مصلح موعود اور لڑکا ہے اور محمود اور یعنی دین کا چراغ تو مصلح موعود کو قرار دیا ہے مگر محمود اس کے علاوہ کوئی اور لڑکا ہے۔ لہذا ان دونوں کو ایک قرار دے کر محمود کو مصلح موعود سمجھنا غلطی ہے۔

اس کا جواب یہ ہے کہ یہ درست نہیں کہ حضرت اقدس علیہ السلام نے اس لڑکے کو جس کا ذکر چراغ کے لفظ میں کیا گیا تھا آپ نے مصلح موعود قرار دیا تھا بلکہ حقیقت یہ ہے کہ یہ وہ لڑکا ہے جو محمود سے پہلے پیدا ہوا تھا اور محمود نام والی تتمہ دہم جولائی والی پیشگوئی کے وقت زندہ موجود تھا۔ اسی کو بشیر اول کہا گیا ہے۔ اس کی پیدائش ۷ر اگست ۱۸۸۷ء کو ہوئی تھی اور وفات ۴ر نومبر ۱۸۸۸ء کو اس کے متعلق صرف اجتہادی طور پر اس کی بعض صفات کی وجہ سے یہ خیال کیا گیا تھا کہ شاید یہی وہ مصلح موعود ہوگا۔ لیکن جب وہ ایک سال کے بعد فوت ہو گیا تو یہ امر خود بخود واضح ہو گیا کہ وہ مصلح موعود والی پیشگوئی کا مصداق نہ تھا۔ کیونکہ مصلح موعود کے متعلق یہ پیشگوئی تھی کہ وہ عمر پانے والا ہوگا۔ مخالفین نے اس پر اعتراض کیا کہ مرزا صاحب نے ایک لڑکے کے مصلح موعود کے متعلق پیشگوئی کی تھی کہ وہ عمر پانے والا اور دُنیا کو راہ راست پر لانے والا ہوگا۔ اور وہ لڑکا فوت ہو گیا ہے لہذا ان کی یہ پیشگوئی غلط نکلی ہے۔ اس پر حضرت اقدس نے یکم دسمبر ۱۸۸۸ء کو سبز اشتہار میں اس مرنے والے لڑکے کی بعض صفات کے ذکر کے ساتھ یہ جواب دیا کہ

" یہ تعریفیں جو اوپر گذر چکی ہیں ایک آنے والے لڑکے کی نسبت عام طور پر بغیر کسی تخصیص وتعیین کے اشتہار ۲۰ر فروری ۱۸۸۶ء میں ضرور بیان کی گئی ہیں۔ لیکن اس اشتہار میں تو کسی جگہ نہیں لکھا کہ جو ۷ر اگست ۱۸۸۷ء کو لڑکا پیدا ہوگا وہی مصداق ان تعریفوں کا ہے"

(۲) دوسرا جواب آپؑ نے یہ دیا کہ

" یہ بھی یاد رہے کہ اگر ہم اس خیال کی بناء پر کہ الہامی طور پر ذاتی بزرگیاں پسر متوفی کی ظاہر ہوئی تھیں بلکہ اس کا نام مبشر اور بشیر اور نور اللہ وصیّب اور چراغ دین وغیرہ اسماء پر مشتمل کاملیت ذاتی اور روشنی فطرت کے رکھے گئے ہیں کوئی مفصل ومبسوط اشتہار بھی شائع کرتے اور اس میں بحوالہ ان ناموں کے اپنی رائے لکھتے کہ شاید مصلح موعود اور عمر پانے والا یہی لڑکا ہوگا تب بھی صاحبانِ بصیرت کی نظر میں یہ اجتہادی بیان ہمارا قابلِ اعتراض نہ ٹھہرتا کیونکہ ان کا منصفانہ خیال اور ان کی عارفانہ نگاہ فی الفور انہیں سمجھا دیتی کہ یہ اجتہاد صرف چند ایسے ناموں کی صورت پر نظر کر کے کیا گیا ہے۔ جو فی حد ذاتہ صاف اور کھلے کھلے نہیں ہیں۔ بلکہ ذو الوجوہ اور تاویل طلب ہیں"۔

(سبز اشتہار یکم دسمبر ۱۸۸۸ء)

اس سے ظاہر ہے کہ آپ نے اس لڑکے کے متعلق جسے دین کا چراغ یا چراغ دین لکھا تھا کبھی بھی مصلح موعود قرار نہیں دیا تھا کہ یہ سمجھا جائے کہ مصلح موعود تو محمود کے سوا کوئی اور لڑکا ہے۔ چنانچہ اس کی وفات نے بھی یہ بات ثابت کر دی کہ وہ مصلح موعود نہ تھا کیونکہ مصلح موعود کے لئے عمر پانا ضروری ہے۔

(۳) جیسا کہ پہلے مضمون میں گذر چکا ہے اسی سبز اشتہار میں آپ نے مزید وضاحت کرتے ہوئے محمود ہی کے متعلق لکھا تھا کہ وہی مصلح موعود ہوگا۔ چنانچہ آپ نے سبز اشتہار میں ۲۰ر فروری ۱۸۸۶ء کے حوالے سے یہ لکھا تھا کہ

"مصلح موعود کے حق میں جو پیشگوئی ہے وہ اس عبارت سے شروع ہوتی ہے کہ" اس کے ساتھ فضل ہے جو اس کے آنے کے ساتھ آئے گا" پس مصلح موعود کا نام الہامی عبارت میں فضل رکھا گیا ہے۔ اور نیز دوسرا نام اس کا محمود اور تیسرا نام اس کا بشیر ثانی بھی ہے۔ اور ایک الہام میں اس کا نام فضل عمر ظاہر کیا گیا ہے"۔

(سبز اشتہار یکم دسمبر ۱۸۸۸ء)

پس اس سے صاف ظاہر ہے کہ پیشگوئی نے محمود ومصلح موعود کو دو الگ الگ نہیں بلکہ ایک ہی وجود بتایا تھا۔

میرے سابقہ مضمون میں بھی انہی دونوں کے ایک ہونے کا ذکر کیا گیا اور بتایا گیا تھا کہ مصلح موعود اور محمود والی دونوں پیشگوئیوں کو حضرت اقدس نے ایک قرار دے کر ان کا مصداق ایک ہی لڑکے کو قرار دیا ہے۔

. . . . حقیقت یہ ہے کہ آپ نے نہ تو بشیر اول کو جسے آپ نے دین کا چراغ یا چراغ دین لکھا تھا مصلح موعود قرار دیا۔ اور نہ ہی مصلح موعود کو محمود سے الگ قرار دیا ہے۔ اور نہ ہی بشیر اول کے بعد محمود کے سوا کسی اور کو مصلح موعود قرار دیا ہے۔ (باقی)

امتحان ناصرات الاحمدیہ بھارت

ناصرات الاحمدیہ بھارت کا امتحان "اسلام کی پہلی کتاب" مورخہ ۲۸ر ستمبر بروز اتوار ہو رہا ہے۔ براہ مہربانی سیکرٹری ناصرات احمدیہ یا صدر لجنہ اپنی اپنی جگہ کی بچیوں کے نام جلد از جلد مرکز میں بھجوائیں تاکہ پرچے بروقت بھجوائے جا سکیں۔ لڑکیوں کے نام بھجواتے ہوئے عمر اور جماعت ضرور لکھی جائے۔ صدر لجنہ اماء اللہ مرکزیہ

تعزیتی قرارداد

حضرت سیدہ ام ناصر احمد رضی اللہ عنہا کی وفات پر حسب ذیل جماعتوں کی طرف سے تعزیتی قرارداد برائے اشاعت موصول ہوئی ہیں:۔

لجنہ اماء اللہ سونگھڑہ حلقہ ۱۔

لجنہ اماء اللہ بنگلور۔ جماعت احمدیہ بھاگلپور۔ جماعت احمدیہ یادگیر۔

خطبہ جمعہ

قرآن کریم کی رو سے اسلام کی تبلیغ صرف چند افراد کا نہیں بلکہ ساری جماعت کا فرض ہے

مسلمان اگر ترقی کرنا چاہتے ہیں تو ان کا فرض ہے کہ وہ اپنے اندر سچا ایمان پیدا کریں اور خدا تعالیٰ پر توکل رکھیں

از حضرت خلیفۃ المسیح الثانی ایدہ اللہ تعالیٰ - فرمودہ ۸ اگست ۱۹۵۸ء

تشہد و تعوذ اور سورۃ فاتحہ کے بعد حضور نے قرآن کریم کی اس آیت کی تلاوت فرمائی کہ

وقاتلوا المشرکین کآفۃ
کما یقاتلونکم کآفۃ
(توبہ ع ۵)

اس کے بعد فرمایا:-
قرآن کریم میں بعض ایسے الفاظ پائے جاتے ہیں کہ اگر ان کی

صحیح توجیہہ

مدنظر نہ رکھی جائے تو دشمنوں کے لئے اعتراض کا موقعہ پیدا ہو جاتا ہے۔ مثلاً یہی آیت جس کی میں نے تلاوت کی ہے۔ اس میں یہ حکم دیا گیا ہے کہ تم سب مشرکوں سے قتال کرو۔ جب کہ وہ سب کے سب تم سے قتال کر رہے ہیں۔ اب اس جگہ قتال کے یہ معنے نہیں لئے جا سکتے۔ کہ تلوار لے کر دشمنوں کا مقابلہ کرو۔ کیونکہ اول تو آج کل تلوار کی جنگ کا زمانہ نہیں۔ اب تو ہوائی جہازوں اور ایٹم بموں کا زمانہ ہے۔ اور پھر آجکل کفار مسلمانوں سے تلوار کی کوئی لڑائی نہیں لڑ رہے کہ مسلمانوں کے لئے بھی ان سے جنگ کرنا ضروری ہو۔ پس اس جگہ قتال کے معنے ظاہری جنگ کے نہیں بلکہ مذہبی مقابلہ اور اسلام کی اشاعت کے ہیں۔ اور یہ بات ظاہر ہے کہ مخالفین اسلام ہمیشہ مذہبی وسوسے پیدا کر کے لوگوں کو اسلام سے برگشتہ کرنے کی کوشش کرتے رہتے ہیں۔ پس قاتلوا المشرکین کآفۃ کے معنے یہ ہوئے کہ تم غیر مسلموں میں تبلیغ اسلام کرو اور یاد رکھو کہ یہ تم میں سے صرف چند افراد کا فرض نہیں بلکہ

ساری جماعت کا فرض

ہے کہ وہ اس کام میں حصہ لے کآفۃً کے یہی معنے ہیں کہ کوئی شخص بھی اس حکم کی تعمیل سے باہر نہ رہے اگر دس لاکھ احمدی ہیں۔ اور ان میں سے ۹ لاکھ ننانوے ہزار ۹ سو ننانوے آدمی اس فرض کو ادا کرتے ہیں۔ اور صرف ایک شخص تبلیغ نہیں کرتا۔ تب بھی جماعت کے لوگ یہ نہیں کہہ سکتے۔ کہ وہ سارے کے سارے

تبلیغ اسلام

کر رہے ہیں۔ وہ اسی وقت اپنے فرض سے عہدہ برآ ہو سکتے ہیں۔ جب وہ اس ایک شخص کو بھی اپنے ساتھ شامل کریں۔ کیونکہ قرآن کریم کی ہدایت یہ ہے کہ مشرکوں کے مقابلہ میں ساری کی ساری جماعت کو کھڑا ہونا چاہیئے۔ اور ہر فرد کو ان میں تبلیغ کرنی چاہیئے میں نے آج سے

۲۵ سال پہلے

ایک دفعہ جلسہ سالانہ کے موقعہ پر ساری جماعت سے یہ عہد لیا تھا کہ وہ اپنے دوستوں اور رشتہ داروں کو تبلیغ کریں گے۔ اور ان کو احمدی بنانے کی کوشش کریں گے: مگر افسوس ہے کہ ہماری جماعت نے ابھی تک اس عہد کو پورا کرنے کی کوشش نہیں کی۔ وہ لوگ جنہوں نے اس پر عمل کیا تھا۔ انہوں نے تو فائدہ اٹھا لیا۔ اور وہ کامیاب ہو گئے۔ مگر جنہوں نے عمل نہ کیا۔ ان کے رشتہ دار اب تک غیر احمدی چلے آ رہے ہیں۔ اس میں کوئی شبہ نہیں کہ اب ہماری جماعت اس وقت سے بہت بڑھ چکی ہے۔ لیکن میں سمجھتا ہوں کہ اگر میری اس ہدایت پر عمل کیا جاتا اور ہر احمدی اپنے غیر احمدی رشتہ داروں میں تبلیغ پر زور دیتا تو اب تک ہر طرف احمدی ہی احمدی نظر آتے

مثلاً انڈونیشیا ہے

وہاں ۳۳ سال سے تبلیغ ہو رہی ہے ۱۹۲۵ء سے وہاں تبلیغ شروع ہوئی تھی۔ اور اب ۱۹۵۸ء ہے۔ گویا ۳۳ سال وہاں تبلیغی مشن کے قائم ہونے پر گذر چکے ہیں۔ لیکن وہاں کے احمدیوں کی تعداد کے متعلق میں نے اپنے لڑکے مرزا رفیع احمد سے پوچھا تو اس نے بتایا کہ انڈونیشیا میں چندہ دینے والے تو صرف بارہ ہزار ہیں۔ لیکن اگر ان لوگوں کو بھی شامل کر لیا جائے جو ہماری جماعت سے ہمدردی رکھتے ہیں تو ۲۴ ہزار سمجھے جا سکتے ہیں حالانکہ اس ملک کی آبادی آٹھ کروڑ ہے۔ اور ۳۳ سال سے وہاں تبلیغ ہو رہی ہے۔ اگر صحیح معنوں میں وہاں تبلیغ کی جاتی۔ تو میں سمجھتا ہوں کہ وہاں چھ سات کروڑ احمدی ہو جانے چاہئیں تھے۔ مگر اب تک وہاں صرف بارہ ہزار احمدی ہوتے ہیں۔ پھر وہاں کی جماعت نے قطع نظر اس کے کہ میں بیمار ہوں اور میرے لئے لمبا سفر کرنا مشکل ہے۔ یہ ریزولیوشن پاس کر کے مجھے بھجوا دیا۔ کہ آپ انڈونیشیا تشریف لائیں حالانکہ میری یہ حالت ہے کہ باوجود اس کے کہ ڈاکٹر مجھے کہتے ہیں کہ ایک دفعہ آپ پھر علاج کے لئے یورپ جائیں۔ میں یورپ کا سفر بھی اختیار نہیں کرتا۔ پھر میں انڈونیشیا کس طرح جا سکتا ہوں۔ لیکن بعض دفعہ انسان موت کے منہ میں بھی اپنے آپ کو ڈالنے کے لئے تیار ہو جاتا ہے بشرطیکہ وہ خوش ہو۔ مگر میں ایسی جماعت سے کیا خوش ہو سکتا ہوں جس نے ۳۳ سال کے عرصہ میں صرف بارہ ہزار احمدی بنائے ہیں۔

دانا انسان

ہمیشہ پہلے اپنا نمونہ دکھاتے ہیں۔ اور پھر کسی احسان کا مطالبہ کرتے ہیں۔ مگر وہ ایسے آدمی کو جو ستر سال کا ہو چکا ہے اور جس پر سخت بیماری کا بھی حملہ ہو چکا ہے۔ اور جس کے متعلق ڈاکٹر کہتے ہیں۔ ایک دفعہ پھر یورپ جاؤ۔ اور علاج کراؤ۔ مگر وہ یورپ میں بھی نہیں جاتا اسے انڈونیشیا آنے کی دعوت دیتے ہیں۔ جہاں علاج کی کوئی سہولتیں میسر نہیں۔ بلکہ یورپ جیسی سہولتیں تو الگ رہیں وہاں پاکستان جیسی ڈاکٹری سہولتیں بھی میسر نہیں ہیں۔ جب میں

علاج کے لئے

یورپ گیا تھا۔ تو اس سفر نے میری صحت پر بہت ہی اچھا اثر ڈالا تھا۔ چنانچہ میں واپس آیا۔ تو میری صحت بہت اچھی تھی۔ اس کے بعد ۱۹۵۵ء بڑا اچھا گزرا۔ اور مری میں میں قرآن کریم کے ترجمہ کا کام کرتا رہا۔ لیکن ۵۷ء میں پھر کچھ تکلیف شروع ہوئی جو اب تک جاری ہے۔ گو پچھلے دنوں ہومیو پیتھی علاج سے کچھ افاقہ ہوا ہے۔ مگر ۵۵ء اور ۵۶ء والی حالت ابھی تک پیدا نہیں ہوئی۔

بہرحال قرآن کریم نے تبلیغ کرنا ہر شخص کا فرض قرار دیا ہے اور قرآن کریم سے معلوم ہوتا ہے کہ

تبلیغ دو طرح ہوتی ہے

ایک تو اس طرح کہ بعض خاص خاص لوگ اپنے آپ کو تبلیغ کے لئے وقف کر دیتے ہیں۔ جن کے لئے قرآن کریم میں عاکفین اور مہاجرین کے الفاظ استعمال کئے گئے ہیں۔ اور ایک تبلیغ اس رنگ میں ہوتی ہے کہ ساری جماعت جب بھی اسے موقعہ ملے تبلیغ میں حصہ لینے کے لئے تیار رہتی ہے گویا ایک خاص لوگوں کی جماعت ہوتی ہے۔ اور ایک عام لوگوں کی جماعت ہوتی ہے۔ مگر عام جماعت کے افراد کو بھی قرآن کریم کہتا ہے کہ تم صرف واقفین پر انحصار نہ رکھو۔ بلکہ ساری جماعت کا یہ فرض ہے کہ وہ تبلیغ اسلام کرے اور بغیر استثناء کے ان کا ہر فرد اس میں حصہ لے۔ اگر ہماری جماعت کے افراد صرف اپنے رشتہ داروں کو ہی تبلیغ کریں۔ اور ایک ایک شخص کے بیس بیس رشتہ دار بھی سمجھے جائیں تب بھی تھوڑے عرصہ میں ہی ہماری جماعت کی تعداد دو کروڑ تک پہنچ سکتی ہے۔ بے شک لوگ تمہیں غیروں کو تبلیغ کرنے سے روک سکتے ہیں۔ لیکن کیا کوئی شخص کہہ سکتا ہے کہ اپنی بیوی کو یا اپنے خسر کو یا اپنے سالے کو تبلیغ نہ کرو۔ اگر تم کسی غیر کو تبلیغ کرو تو ممکن ہے وہ تمہیں مارنے پیٹنے لگ جائے۔ لیکن تمہارا اپنا باپ تمہیں نہیں مارے گا۔ تمہارا بیٹا تمہیں نہیں مارے گا۔ تمہارا خسر تمہیں نہیں مارے گا۔ اگر تم میں سے ایک ایک شخص کے بیس رشتہ دار ہوں اور

ہماری جماعت

دس لاکھ ہو تو پھر تھوڑے عرصہ کی جدوجہد کے نتیجہ میں ہی ہماری جماعت کی تعداد خدا تعالیٰ کے فضل سے پانچ کروڑ تک پہنچ سکتی ہے۔ اور اگر ہم پانچ کروڑ ہو جائیں تو پھر مخالفت کا کوئی سوال ہی پیدا نہیں ہو سکتا۔ لوگ خود بخود ہماری طاقت کو تسلیم کرنے لگ جائیں گے اور پھر دوسرے ملکوں پر اثر ڈال کر پانچ کروڑ سے دس کروڑ تک تعداد پہنچ سکتی ہے۔ اور ملایا اور انڈونیشیا پر اثر ڈال کر تو یہ تعداد اور بھی بڑھ سکتی ہے۔ اب بھی اللہ تعالیٰ اپنے فضل سے ہماری جماعت کی ترقی کے سامان پیدا کر رہا ہے۔ چنانچہ فلپائن میں۔ ڈچ گی آنا میں۔ فرنچ گی آنا میں اور برٹش گی آنا میں ہماری جماعت خدا تعالیٰ کے فضل سے سرعت سے پھیل رہی ہے اور وہاں ہماری تبلیغ پر کوئی اعتراض نہیں کرتا۔ یہ

مخالفت کا جوش

صرف پاکستان میں پایا جاتا ہے۔ ورنہ امریکہ میں یا انگلینڈ یا جرمنی میں یا سوئٹزرلینڈ میں یا فرانس میں یا سپین میں یا ٹرینیڈاڈ میں یا ڈچ گی آنا میں یا برٹش گی آنا میں یا فرنچ گی آنا میں جب ہم غیر مسلموں میں تبلیغ کرتے ہیں۔ تو وہاں کے مسلمان اس بات پر خوش ہوتے ہیں کہ ہم ان کے ملک میں اسلام پھیلا رہے ہیں۔ بلکہ انڈونیشیا کے لوگوں کی تو یہ حالت ہے کہ ۱۹۵۰ء میں جب ہماری جماعت کے خلاف یہاں

فسادات ہوئے تو انڈونیشیا نے اس کے خلاف حکومت پاکستان کے پاس احتجاج کیا جس کے متعلق انکوائری کمیشن کے مقابل مودودیوں نے کہا کہ اصل میں وہ ایک احمدی امبیسڈر تھا جس نے حکومت پاکستان کے پاس پروٹسٹ کیا تھا۔ لیکن خواجہ ناظم الدین صاحب نے اپنی گواہی میں تسلیم کیا کہ وہاں کی ایک مشہور سیاسی پارٹی کے لیڈر نے اس بارہ میں ہمارے پاس احتجاج کیا تھا۔ اور گو وہ متعصب آدمی ہے۔ لیکن جب وہاں ان فسادات کی خبریں پہنچیں تو اس نے حکومت پاکستان کو لکھا کہ مذہب کے معاملہ میں لوگوں کو جبر سے کام نہیں لینا چاہیئے۔ اسی طرح ہماری جماعت کے دوست اس سے ملنے گئے تو وہ کہنے لگا کہ میرے پاس تو آپ کی

جماعت کا سارا لٹریچر

موجود ہے۔ ڈاکٹر سکارنو نے بھی احمدیوں کی تعریف کی اور جب مودودیوں نے اس پر اعتراض کیا۔ تو اس نے کہا کہ میں تو سمجھتا ہوں کہ میں کسی اسلامی حکومت کا پریذیڈنٹ رہنے کے قابل ہی نہیں ہو سکتا جب تک کہ میں جماعت احمدیہ کا لٹریچر نہ پڑھوں۔ کیونکہ اسلام کی خوبیاں مجھے صرف اس جماعت کے لٹریچر سے معلوم ہوتی ہیں۔ اسی طرح جب اسے قرآن دیا گیا تو اس نے شکریہ کے ساتھ لیا اور کہا کہ اس کے ساتھ انڈیکس بھی ہونا چاہیئے۔ تاکہ اس کے مضامین کی تلاش میں آسانی ہو۔ غرض ہماری جماعت کے افراد کو اپنے عزیزوں اور رشتہ داروں کی تبلیغ پر زور دینا چاہیئے۔ اس وقت ہماری جماعت خدا تعالیٰ کے فضل سے دس لاکھ سے بہت اوپر نکل چکی ہے۔ لیکن اگر دس لاکھ بھی ہو۔ تب بھی اپنے رشتہ داروں کو تبلیغ کر کے تھوڑے عرصہ میں ہی ہماری تعداد کہیں سے کہیں پہنچ سکتی ہے۔

پاکستان کی آبادی

اس وقت آٹھ کروڑ ہے اور دنیا میں عام اصول یہ ہے کہ اگر کسی منظم جماعت کا تناسب کسی ملک کی آبادی میں ایک فیصدی تک پہنچ جائے۔ تو وہ ملک پر غالب آجاتی ہے۔ جرمنی میں جب پروٹسٹنٹ فرقہ کا آغاز ہوا اور لوتھر نے کام شروع کیا تو شروع میں وہ بہت تھوڑے تھے۔ لیکن جب وہ اپنے ملک کی آبادی کا ایک فیصدی حصہ بن گئے۔ تو سارے ملک پر غالب آ گئے۔ اسی طرح اگر پاکستان میں ہماری تعداد بڑھ جائے اور ہماری منظم جماعت آبادی کا ایک فیصدی ہو جائے تو ہماری جماعت کی طاقت غیروں کو بھی تسلیم کرنی پڑے گی۔ پس ہماری جماعت کو تبلیغ کی طرف خاص طور پر توجہ کرنی چاہیئے۔ اور اللہ تعالیٰ سے دعائیں کرنی چاہئیں کہ وہ ان کی زبانوں میں اثر پیدا کرے۔ اسی طرح مبلغوں کے لئے بھی دعائیں کرو۔ کیونکہ وہ ہماری جماعت کا کام کر رہے ہیں۔ دوران کے کارناموں کو ہماری جماعت کا ہر فرد

اپنی طرف منسوب کرتا ہے۔ وہ لمبا اوقات غیروں کے سامنے بڑے فخر کے ساتھ کہتا ہے کہ ہم غیر ممالک میں اسلام کی تبلیغ کر رہے ہیں۔ ہم غیر ممالک میں مساجد بنا رہے ہیں۔ لیکن اس کی اپنی حالت یہ ہوتی ہے۔ کہ بعض دفعہ وہ چندوں میں بھی پورا حصہ نہیں لے رہا ہوتا۔ یا اگر چندہ دیتا ہے۔ تو اپنے آپ کو اسلام کی تبلیغ کے لئے وقف نہیں کرتا۔ حالانکہ ہمارے باہر کے مبلغ اب شور مچا رہے ہیں۔ کہ ان کی مدد کے لئے اور آدمی بھجوائے جائیں۔ اس وقت سب سے زیادہ

ترقی کے آثار

جرمنی میں نظر آ رہے ہیں۔ میں سمجھتا ہوں۔ کہ اگر بیس پچیس مبلغ یورپ میں چلے جائیں۔ اور وہاں پندرہ مسجدیں بن جائیں تو بڑی تعداد میں وہاں کے لوگ احمدی ہو سکتے ہیں۔ انگلینڈ کے لوگ تو اب عیاش ہو گئے ہیں۔ لیکن جرمن سائنس کی تحقیقات پر جان دیتے ہیں۔ اور پڑھے دھڑتے ہیں۔ کہتے ہیں کہ احمدیت بڑا اچھا کام کر رہی ہے۔ جب ہمبرگ میں ہماری مسجد بنی۔ اور اخبارات میں اس کی خبریں شائع ہوئیں تو عراق میں ایک جرمن انجینئر تھا۔ اس نے ہمیں خط لکھا کہ ہمبرگ میں مسجد کی تعمیر اور اس کے افتتاح کی خبریں تو ہم نے سن لی ہیں۔ مگر آپ نے اپنے مبلغ کا پتہ نہیں لکھا۔ آپ مجھے اس کا پتہ بھجوائیں۔ میں اسے چندہ بھجوانا چاہتا ہوں۔ تو ہماری جماعت کے دوستوں کو چاہیئے کہ وہ اسلامی ترقی کے لئے اپنا پورا زور لگا دیں۔ اب خدا تعالیٰ کے فضل سے ایسا وقت آ گیا ہے جیسے ڈال پر آم پک جاتے ہیں اور ہر آم آپ ہی آپ ٹوٹ کر نیچے گرنے کے لئے تیار ہوتا ہے۔

اب

عیسائی دنیا

اسلام قبول کرنے کے لئے بالکل تیار ہے۔ صرف درختوں کی ٹہنیاں ہلانے کی ضرورت ہے۔ جیسے قرآن کریم میں اللہ تعالیٰ فرماتا ہے کہ ہم نے مریم سے کہا۔ کہ کھجور کے تنہ کو ہلا تجھ پر تازہ بتازہ کھجوریں گریں گی۔ اسی طرح ہمیں بھی اب صرف تنہ ہلانے کی ضرورت ہے۔ ورنہ پھل پک چکا ہے۔ اور اب وہ گرنے ہی والا ہے۔

لطیفہ مشہور ہے کہ ایک دہریہ باغ میں گیا۔ تو کہنے لگا۔ لوگ تو خدا تعالیٰ کو بڑا عقلمند کہتے ہیں۔ مگر یہ کیسی عقلمندی ہے کہ اس نے ایک پتلی سی بیل کے ساتھ تو اتنا بڑا کدو لگا دیا۔ اور بڑے بڑے مضبوط درختوں پر چھوٹے چھوٹے آم لگا دیئے۔ تھوڑی دیر کے بعد اسے نیند آئی۔ اور وہ وہیں ایک آم کے درخت کے نیچے سو گیا۔ سویا ہوا تھا کہ اچانک اس کے سر پر بڑے زور سے ایک آم گرا۔ وہ گھبرا کر اٹھ بیٹھا اور کہنے لگا ماشاء اللہ میاں میری توبہ۔ میں اپنی گستاخی کی تجھ سے معافی طلب کرتا ہوں۔ میں سمجھ گیا کہ جو کچھ تو نے کیا ہے بالکل درست ہے۔ اگر اتنی دور سے کدو مجھ پر گرتا تو میری تو جان نکل جاتی۔ اسی طرح یورپ بھی اب ٹپکنے کو تیار بیٹھا ہے۔ ضرورت صرف اس بات کی ہے کہ

جماعت قربانی کرے

کچھ چندوں میں زیادتی کرے اور کچھ نوجوان اپنے آپ کو وقف کریں۔ بے شک وقف جدید کے ماتحت بہت سے نوجوانوں نے اپنے آپ کو پیش کیا ہے۔ مگر ابھی تک میں ان کے کام سے پوری طرح خوش نہیں۔ اس میں کوئی شبہ نہیں کہ ان کو کام شروع کئے ابھی پانچ چھ مہینے ہی ہوئے ہیں۔ جس کی وجہ سے ان کے کام میں ابھی تیزی پیدا نہیں ہوئی۔ اگر ایک دو سال گذر جائیں تو پھر ان کے کام کا صحیح اندازہ ہو سکے گا۔ اس وقت تک وقف جدید کے ذریعہ ایک سو تالیس بیعتیں ہو چکی ہیں۔ لیکن میرے نزدیک فی مبلغ ایک ہزار سالانہ بیعت ہونی چاہیئے۔ آجکل وقف جدید میں ستر آدمی کام کر رہے ہیں۔ اگلے سال ممکن ہے یہ تعداد ایک سو پچاس تک پہنچ جائے۔ اور پھر ڈیڑھ دو لاکھ سالانہ صرف وقف جدید کے معلمین کے ذریعہ ہی بیعت ہونے لگے۔ اگر ایسا ہو جائے تو پانچ سات سال میں خدا تعالیٰ کے فضل سے

ہماری تعداد

کئی گنے بڑھ سکتی ہے۔ بہر حال اللہ تعالیٰ ہی سب کام کرنے والا ہے۔ ہمارا کام تو صرف کوشش اور جدوجہد کرنا ہے۔ حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کو اللہ تعالیٰ نے الہاماً فرمایا تھا "میں تیری تبلیغ کو زمین کے کناروں تک پہنچاؤں گا۔" (تذکرہ صفحہ ۳۱۷) چنانچہ اب خدا تعالیٰ کے فضل سے حضرت مسیح موعود علیہ السلام کی تبلیغ زمین کے کناروں تک پہنچ چکی ہے۔ مگر ہمیں صرف اس بات پر خوش نہیں ہونا چاہیئے کہ حضرت مسیح موعود علیہ السلام کی تبلیغ دنیا کے کناروں تک پہنچ چکی ہے۔ کیونکہ حضرت مسیح موعود علیہ السلام نے یہ بھی فرمایا ہے۔ کہ اللہ تعالیٰ میری جماعت کو اس قدر ترقی عطا فرمائے گا۔ کہ دوسرے مذاہب کے پیرو اس جماعت کے مقابلہ میں ایسے ہی بے حیثیت ہو کر رہ جائیں گے جیسے آجکل کی ادنیٰ اقوام بے حیثیت ہیں۔ پس ہماری خواہش یہ ہونی چاہیئے کہ اللہ تعالیٰ ہمیں وہ زمانہ بھی دکھا دے۔ جب ہماری جماعت ساری دنیا پر غالب آجائے گی۔ بلکہ اس سے بڑھ کر ہماری یہ دعا ہونی چاہیئے۔ کہ اللہ تعالیٰ ہماری جماعت کو غلبہ بھی عطا فرمائے اور دوستوں کو اپنے ایمانوں پر بھی قائم رکھے۔

رسول کریم صلے اللہ علیہ وسلم

اور آپ کے خلفاء کے زمانہ میں جب مسلمان ایمان پر قائم تھے۔ روم اور ایران کے بادشاہ ان کے نام سے کانپتے تھے مگر جب ان کے اندر ایمان نہ رہا۔ تو ہلاکو خاں نے بغداد پر حملہ کیا۔ اور انہیں تباہ کر دیا۔ اب بھی مسلمان کروڑوں کی تعداد میں ہیں۔ مگر ادھر وہ امریکہ سے ڈر رہے ہیں۔ اور ادھر روس سے خوف کھا رہے ہیں۔ کبھی امریکہ سے کہتے ہیں۔ کہ ہماری جھولی میں کچھ ڈالو۔ اور کبھی روس کی طرف اس امید سے دیکھتے ہیں کہ شاید وہ ان کی جھولی میں کچھ ڈال دے۔ حالانکہ ایک زمانہ میں مسلمان بڑی سے بڑی لالچ کو بھی برداشت کرنے کے لئے تیار نہیں ہوتا تھا۔

روم کی جنگ

پر جب رسول کریم صلے اللہ علیہ وسلم تشریف لے گئے۔ تو تین صحابہ غلطی سے پیچھے رہ گئے۔ آپ نے واپس آنے پر ان تینوں کو مقاطعہ کی سزا دے دی۔ ان میں سے ایک صحابیؓ کہتے ہیں کہ جب مقاطعہ لمبا ہو گیا۔ تو میں تنگ آ گیا۔ میرا ایک بڑا گہرا دوست تھا اور بھائیوں کی طرح مجھے پیارا تھا۔ وہ اپنے باغ میں کام کر رہا تھا کہ میں اس کے پاس پہنچا۔ اور میں نے کہا بھائی تم جانتے ہو کہ میں منافق نہیں۔ میں سچا اور مخلص مسلمان ہوں صرف غلطی کی وجہ سے جنگ سے پیچھے رہ گیا تھا۔ مگر وہ بولا نہیں اس نے

آسمان کی طرف

دیکھا اور کہا اللہ اور اس کا رسول بہتر جانتے ہیں۔ وہ کہتے ہیں۔ مجھے اس سے شدید صدمہ پہنچا۔ اور میں باغ سے نکل کر شہر کی طرف چل پڑا۔ میں گھر کی طرف جا ہی رہا تھا کہ مجھے پیچھے سے ایک شخص نے آواز دی۔ میں ٹھہرا تو اس نے مجھے عرب کے ایک

بادشاہ کا خط

دیا۔ اس میں لکھا تھا کہ ہم نے سنا ہے۔ محمد رسول اللہ نے تم پر بڑا ظلم کیا ہے۔ تم ہمارے پاس آجاؤ۔ ہم تمہاری بڑی عزت کریں گے۔ وہ صحابی کہتے ہیں میں نے پیغامبر کو کہا کہ تم میرے ساتھ چلو۔ میں ابھی اس کا جواب دیتا ہوں۔ وہ میرے ساتھ ساتھ چلا۔ راستہ میں میں نے دیکھا کہ ایک جگہ تنور جل رہا ہے۔ میں اس کے قریب پہنچا۔ اور میں نے وہ خط اس کے سامنے اس تنور میں ڈال دیا۔ اور پھر میں نے اسے کہا کہ جاؤ اور اپنے بادشاہ سے کہہ دو کہ یہ تمہارے خط کا جواب ہے۔ تو دیکھو اسے کتنی بڑی لالچ دی گئی تھی۔ مگر

اس نے کچھ بھی پرواہ نہ کی۔ اور بادشاہ کے خط کو آگ میں جھونک دیا۔ مگر آج مسلمان ہر جگہ بھیک مانگتا پھرتا ہے۔ اگر اس کے اندر

سچا ایمان

ہوتا تو وہ نہ امریکہ کی طرف دیکھتا اور نہ روس کی طرف اپنا ہاتھ بڑھاتا بلکہ خود پیسہ پیسہ جمع کرکے اپنی تمام ضروریات کو خود پورا کرنے کی کوشش کرتا۔ مگر یہ جذبہ قوم میں اسی وقت پیدا ہوتا ہے۔ جب اس کے افراد اللہ تعالیٰ پر کامل ایمان رکھیں اور موت کا ڈر اپنے دل سے نکال دیں۔ احادیث میں آتا ہے۔ کہ رسول کریم صلے اللہ علیہ وسلم ایک غزوہ سے واپس تشریف لا رہے تھے کہ مدینہ کے قریب پہنچ کر آپ دوپہر کے وقت آرام فرمانے کے لئے ایک درخت کے نیچے لیٹ گئے۔ اور صحابہؓ بھی ادھر ادھر منتشر ہو گئے۔ کیونکہ انہوں نے سمجھا کہ اب تو مدینہ قریب ہی آگیا ہے۔ اب کسی دشمن کے حملہ کا کیا خطرہ ہو سکتا ہے۔ اتفاقاً ایک شخص جس کا بھائی کسی جنگ میں مسلمانوں کے ہاتھوں مارا گیا تھا اپنے بھائی کا انتقام لینے کے لئے

اسلامی لشکر

کے پیچھے پیچھے چلا آرہا تھا۔ اور حملہ کرنے کے لئے کسی مناسب موقع کی تلاش میں تھا۔ اس نے جب دیکھا کہ رسول کریم صلے اللہ علیہ وسلم سو رہے ہیں۔ اور صحابہؓ بھی ادھر ادھر چلے گئے ہیں۔ تو اس نے آپ کے پاس پہنچ کر آپ کی ہی تلوار اٹھالی جو درخت کے ساتھ لٹکی ہوئی تھی اور پھر اس نے آپ کو جگایا اور کہا کہ بتائیں آپ کو مجھ سے کون بچا سکتا ہے۔ رسول کریم صلے اللہ علیہ وسلم نے اسی طرح لیٹے لیٹے نہایت اطمینان اور سکون کے ساتھ فرمایا کہ

اللہ

آپؐ کا یہ فرمانا تھا کہ اس کا جسم کانپا اور تلوار اس کے ہاتھ سے گر گئی۔ آپؐ نے فوراً وہی تلوار اٹھالی اور پھر اس سے پوچھا کہ بتا اب تجھے میرے ہاتھ سے کون بچا سکتا ہے۔ اس نے کہا آپ ہی مہربانی کریں اور مجھے معاف فرمادیں۔ آپ بڑے رحیم وکریم ہیں۔ آپؐ نے فرمایا کمبخت تجھے اب بھی عقل نہ آئی۔ تو نے کم از کم میری زبان سے ہی اللہ کا لفظ سن کر کہہ دیا ہوتا کہ اللہ مجھے بچا سکتا ہے۔ مگر میری زبان سے بھی اللہ کا نام سن کر تجھے سمجھ نہ آئی اور تو نے خدا کا نام نہ لیا۔ میں سمجھتا ہوں کہ اس زمانہ میں بھی

سب سے بڑی ضرورت

یہی ہے کہ مسلمانوں میں اللہ تعالےٰ کے نام کی عظمت قائم کی جائے اور ان کے دلوں میں اس پر سچا ایمان پیدا کیا جائے۔ اس میں کوئی شبہ نہیں کہ مسلمان اب بھی اللہ اللہ کہتے پھرتے ہیں۔ مگر حضرت خلیفہ اوّل رضی اللہ عنہ فرمایا کرتے تھے کہ آجکل مسلمانوں کے نزدیک اللہ کے معنے

صفر کے ہیں

چنانچہ جب کسی شخص کے گھر میں کچھ بھی نہیں رہتا تو وہ کہتا ہے کہ میرے گھر میں تو اللہ ہی اللہ ہے اور اس کا مطلب یہ ہوتا ہے کہ میرے گھر میں کچھ نہیں۔ گویا اللہ کے معنے ان کے نزدیک ایک صفر کے ہیں۔ حالانکہ پہلے زمانہ میں جب مسلمان کہتے تھے کہ ہمارے پاس اللہ ہی اللہ ہے۔ تو اس کے معنے یہ ہوتے تھے کہ آسمان بھی ہمارے ساتھ ہے اور زمین بھی ہمارے ساتھ ہے پہاڑ بھی ہمارے ساتھ ہیں۔ اور دریا بھی ہمارے ساتھ ہیں۔ اور کسی کی مجال نہیں کہ ہمارے مقابلہ میں ٹھہر سکے۔ مگر آج کل یہ کیفیت ہے کہ بھیک مانگنے والے فقیر ہر جگہ یہ کہتے سنائی دیں گے کہ اللہ ہی اللہ۔ اللہ ہی اللہ۔ اور ان کا مطلب یہ ہوتا ہے کہ ہمارے پاس کچھ نہیں خدا کے لئے ہمیں کچھ کھانے کو دو۔ پس مسلمان اگر ترقی کرنا چاہتے ہیں۔ تو ان کا فرض ہے کہ وہ اپنے اندر سچا ایمان پیدا کریں اور

خدا تعالیٰ پر توکل

رکھیں۔ اس میں کوئی شبہ نہیں کہ امریکہ اور روس نے ایٹم بم اور ہائیڈروجن بم بنا لئے ہیں جن کی وجہ سے دنیا ان سے مرعوب ہے لیکن اگر خدا تعالےٰ سے دعائیں کی جائیں۔ اور اپنے اندر سچا ایمان پیدا کیا جائے تو اللہ اس کا بھی کوئی نہ کوئی توڑ پیدا فرمادے گا۔ پہلے میرا خیال تھا کہ امریکہ یا روس ایٹم بم کا کوئی توڑ پیدا کریں گے۔ مگر اب

قرآن کریم پر غور

کرنے سے مجھے معلوم ہوا ہے کہ روس اور امریکہ اس کا توڑ پیدا نہیں کریں گے بلکہ آسمان سے ایسے شہاب ثاقب گریں گے جن سے ان کے تمام بم بیکار ہوکر رہ جائیں گے۔ اور دنیا کی تباہی کے ارادوں میں ناکام رہیں گے۔ پس مسلمانوں کو چاہیئے کہ وہ خدا تعالیٰ کی طرف توجہ کریں۔ اور اس سے سچا تعلق پیدا کریں۔ اور اگر وہ خدا تعالےٰ سے تعلق پیدا کرلیں۔ تو ان کی تلواریں توپوں سے بھی زیادہ کام کریں گی۔ اور ان کے تھوڑے سے روپے کروڑوں ڈالروں اور پونڈوں سے بھی زیادہ نتیجہ خیز ہوں گے۔ کیونکہ مومن کے روپیہ میں اللہ تعالےٰ بڑی برکت پیدا فرما دیتا ہے۔

ایک دفعہ

رسول کریم صلے اللہ علیہ وسلم نے ایک شخص کو ایک اشرفی دی اور فرمایا کہ میرے لئے قربانی کا ایک اچھا سا دنبہ خرید لاؤ۔ جب وہ واپس آیا۔ تو اس نے آپ کی خدمت میں دنبہ بھی پیش کر دیا اور اشرفی بھی واپس دے دی۔ رسول کریم صلے اللہ علیہ وسلم نے فرمایا۔ تم اشرفی کیوں واپس کر رہے ہو۔ اس نے کہا یا رسول اللہ میں باہر دیہات میں نکل گیا تھا۔ یہاں تو ایک اشرفی کا ایک ہی دنبہ آتا ہے۔ مگر باہر گاؤں میں جاکر

ایک اشرفی

کے دو دنبے مل گئے۔ جب میں واپس آیا تو میں نے شہر میں ایک دنبہ ایک اشرفی میں فروخت کر دیا۔ اب دنبہ بھی حاضر ہے اور اشرفی بھی آپ کی خدمت میں پیش ہے۔ تو اللہ تعالیٰ اپنے

مومن بندہ کے روپیہ

میں بڑی برکت پیدا فرما دیتا ہے۔ اور اس کا تھوڑا سا روپیہ بھی اس کی ضروریات کو پورا کر دیتا ہے ⁂

چندہ نشر واشاعت اور احباب جماعتہائے احمدیہ بھارت

دفتر ہذا کی طرف سے احباب جماعت ہائے احمدیہ بھارت تک یہ اطلاع بھجواتے ہوئے کہ اشاعت اسلام کی اہم مدات کو صدر انجمن احمدیہ قادیان نے مشروط بہ آمد قرار دیا ہے۔ اور اس غرض کو پورا کرنے کے لئے دفتر ہذا کو مبلغ /۵۰۰۰ روپیہ تک جمع کرنے کی اجازت دی ہے۔ اپیل کی گئی تھی کہ اس اہم غرض کو پورا کرنے کے لئے مخلصین جماعت کے تعاون کی ضرورت ہے۔

یہ خدا تعالےٰ کا احسان ہے کہ اس نے میری اس آواز پر بہت سے مخلصین کو خود تحریک فرمائی ہے۔ اور انہوں نے بڑھ چڑھ کر اس میں حصہ لیا ہے۔ جزاھم اللہ احسن الجزا۔ لیکن تا حال اس قدر رقم نہیں آئی جو دفتر کی ضروریات کے لئے کفایت کرسکے۔ اور ابھی بہت سی جماعتیں اور افراد باقی ہیں جن کی طرف سے اس سلسلہ میں وعدہ جات بھی نہیں آئے۔ اور کئی جماعتوں کی طرف سے وعدہ جات قابل وصول ہیں۔ پس میں عہدیداران اور احباب جماعت سے درخواست کرتا ہوں کہ اس کار خیر میں جلد حصہ لے کر تعاون فرمائیں اور اس اہم غرض کو پورا کریں۔ روحانیت کے لئے پیاسی روحیں آپ کے اس تعاون کی منتظر ہیں۔

امید ہے کہ آپ بھی اسلام کی نشأۃ ثانیہ کے فریضہ "تکمیل تبلیغ" کو پورا کرنے والوں میں سے ہوکر اللہ تعالےٰ کی رضاء کو حاصل کرنے والے ہوں گے۔ اللہ تعالےٰ آپ سب کے ساتھ ہو اور حافظ و ناصر رہے۔ اور زیادہ سے زیادہ خدمات دینیہ کی توفیق عطا فرماتے۔ آمین۔

کوئی فرد جماعت ایسا نہیں رہنا چاہیئے جس نے اس کار خیر میں حصہ نہ لیا ہو۔

ناظر دعوت وتبلیغ قادیان

قادیان میں جماعت احمدیہ کا سٹھواں

جلسہ سالانہ

(بہ تواریخ)

۱۷ر ۱۸ر ۱۹ر اکتوبر منعقد ہو رہا ہے

احباب خود بھی تشریف لائیں اور دیگر احباب کو بھی ہمراہ لانے کی کوشش فرماویں۔

ناظر دعوت وتبلیغ قادیان

عہدیداران جماعت کی خدمت میں
تبلیغ دین کے متعلق ضروری التماس

یہ اللہ تعالےٰ کا خاص فضل و احسان ہے کہ اس نے اس بابرکت زمانہ میں عہدیداران کیلئے سلسلہ کی خدمت کا موقعہ بہم پہنچایا ہے۔ اور آسمانی نظام میں ایک عہدہ دیا ہے۔

لیکن جہاں یہ عہدہ عہدیداران کے لئے اور ان کی نسلوں کے لئے فخر اور عزت کا باعث ہے وہاں پہ اس کی وجہ سے سب پہ اہم ذمہ داری بھی پڑتی ہے اور اللہ تعالےٰ کی خوشنودی حاصل کرنے کے لئے متواتر کوشش اور جدوجہد کی ضرورت ہے۔

تبلیغ کا کام سب سے زیادہ اہم ہے اور اس زمانہ میں یہ دین کی سب سے بڑی خدمت ہے۔ سیدنا حضرت امیر المومنین خلیفۃ المسیح الثانی ایدہ اللہ تعالےٰ بنصرہ العزیز فرماتے ہیں:-

"احمدیت کی اشاعت نہ صرف اس لئے ضروری ہے کہ اللہ تعالےٰ کے دین کی اشاعت ہو بلکہ دوستوں کی دینی تربیت کے لئے بھی یہ ضروری ہے جب وہ تبلیغ کے لئے باہر نکلیں گے دوسرے کے پاس جائیں گے تو ان پر اعتراض ہوں گے لوگ احمدیوں کے عیوب بیان کریں گے اور ممکن ہے ان میں سے کوئی عیب خود ان میں پایا جاتا ہو۔ اس کا نتیجہ یہ ہوگا کہ وہ اپنی اصلاح کی کوشش کریں گے اپنے علوم کے بڑھانے کی جدوجہد کریں گے اور سلسلہ کی تعلیم کے سیکھنے کی سعی کریں گے اور اس طرح یہ تحریک تبلیغ و تربیت دونوں لحاظ سے مفید ثابت ہوگی۔"

ہندوستان میں اس وقت تبلیغی میدان بہت وسیع . . . . ہے اور روحانیت کی پیاسی روحیں قبولِ حق کے لئے تڑپ رہی ہیں۔ حکومت کی سیکولر پالیسی اور مسلمانوں کی موجودہ حالت کی وجہ سے بھی تبلیغ میں بہت آسانیاں ہیں۔ پس اگر ہم اس وقت بھی فائدہ نہ اٹھائیں۔ اور پیغام آسمانی کو ہر گھر اور ہر فرد تک نہ پہنچائیں تو ہم خدا تعالےٰ کے حضور سرخرو نہیں ہو سکتے۔

دوسرے ملکوں میں احمدیت سرعت سے بڑھ رہی ہے۔ لیکن ہندوستان جو احمدیت کا اصل مرکز ہے اس میں ترقی کی رفتار بہت سست ہے۔ یہ محض ہماری بے پرواہی کی وجہ سے ہے ورنہ خدا تعالےٰ کی تقدیر تو نصرت کے لئے تیار ہے۔

عہدیداران کی طرف سے تبلیغی کارگذاری کی رپورٹیں بہت کم آتی ہیں۔ امید ہے کہ وہ آئندہ خاص جذبہ سے اس اہم خدمت کو سرانجام دیں گے۔ اور مندرجہ ذیل طریق پر تبلیغ حق کا فریضہ سرانجام دے کر باقاعدہ رپورٹ بھجواتے رہیں گے۔

(۱) اپنے شہر اور علاقہ کے مختلف حلقے بنا کر احباب جماعت کے ذریعہ ان کا سروے (؟) کرائیں اور غیر متعصب دینی جذبہ رکھنے والے اور صاحب اثر و رسوخ افراد کی فہرستیں تیار کرائیں۔

(۲) ہر حلقہ میں باقاعدہ تبلیغ کے لئے احباب کو گروپ میں تقسیم کر کے ہفتہ وار پندرہ روزہ یا ماہواران حلقہ جات میں تبلیغ کرائیں اور ساتھ ساتھ کام کی ترقی کی رفتار کی نگرانی بھی کریں۔

(۳) احباب اپنے رشتہ داروں اور دوستوں میں زبانی اور بذریعہ خط و کتابت تبلیغ کرانے کے لئے منظم و مسلسل کوشش کریں۔

(۴) احباب میں وقف ایام کی تحریک کر کے جتنے دن احباب دے سکیں ان سے تبلیغ کرائیں۔

(۵) با اثر خدا کا خوف اور دین سے دلچسپی رکھنے والے لوگوں کے نام مع پتہ جات خوشخط اور صاف لکھ کر مرکز میں بھجوائیں۔ نیز تشریح کریں کہ وہ کس فرقہ یا جماعت سے تعلق رکھتے ہیں اور ان کی مادری زبان کیا ہے تاکہ ان کے مناسب حال یہاں سے لٹریچر بھجوایا جائے۔

(۶) جماعت میں ہفتہ وار یا ماہوار تبلیغی جلسوں کا انعقاد کر کے احباب کو تبلیغی ٹریننگ دی جائے۔

(۷) یوم التبلیغ۔ جلسہ ہائے سیرت النبیؐ اور پیشوایان مذاہب کی تقاریب کو پوری توجہ اور اہتمام سے منایا جائے۔

(۸) اپنی تبلیغی رپورٹ باقاعدگی سے بھجوائیں۔

آخر میں یہ بھی عرض کر دینا ضروری ہے کہ یہ خاص دن ہیں اور جو مخلص دوست ان ایام میں دینی خدمات اور قربانیاں کریں گے وہ اللہ تعالےٰ سے خاص مقامات اور بڑے انعام پائیں گے۔

حضرت اقدس مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام فرماتے ہیں:-

"دنیا چند روزہ مسافر خانہ ہے۔ آخرت کے لئے نیک کاموں کے ساتھ طرف تیاری کرنی چاہیئے۔ مبارک ہے وہ شخص جو ذخیرہ آخرت کے اکٹھا کرنے کے لئے لگا ہوا ہے۔"

پس جملہ عہدیداران خود زندگی کا عملی نمونہ دے کر دوسرے احباب جماعت میں زندگی کی حرکت اور بیداری پیدا کریں۔ فرصت کے دن بار بار نہیں آئیں گے اور نہ ہی خدمتِ دین کا یہ زریں موقعہ بار بار میسر آئے گا۔ اللہ تعالےٰ سب کی رہنمائی فرما کر اپنے خاص فضلوں اور رحمتوں کے دروازے سب پر کھولے اور زیادہ سے زیادہ خدمتِ دین کی توفیق عطا فرمائے۔ آمین۔

(نوٹ:- جملہ امراء و صدر صاحبان سیکرٹریانِ تبلیغ سے اس پروگرام پر عمل کروائیں اور مبلغین بھی مقامی عہدیداران کے تعاون سے اس بارہ میں اپنی مساعی جاری رکھیں)۔

ناظر دعوت و تبلیغ قادیان

اخبار "بدر" کے لئے احباب کا تعاون

از جناب ناظر صاحب دعوت و تبلیغ قادیان

احباب جماعت کو معلوم ہے کہ باوجود گوناگوں مشکلات اور مجبوریوں کے کئی سال سے اخبار "بدر" مرکز سلسلہ سے شائع ہو رہا ہے۔ یہ اخبار مرکز ہندوستان میں سلسلہ کا آرگن ہے اور اس کے مطالعہ سے سلسلہ کے حالات اور معلومات کے علاوہ مرکزی تحریکات کا علم بھی ہوتا رہتا ہے۔ بالخصوص سیدنا حضرت امیر المومنین خلیفۃ المسیح الثانی ایدہ اللہ تعالےٰ بنصرہ العزیز کے تازہ خطبات اور اسلام اور احمدیت کے متعلق علمی مضامین کے مطالعہ کی توفیق ملتی ہے۔ باوجود اشیاء کی گرانی کے "بدر" کا سالانہ چندہ صرف چھ روپے ہے یعنی آٹھ آنہ ماہوار۔ گویا یہ اخبار ملک کے سب اخبارات سے ارزاں بھی ہے۔ احباب کو چاہیئے کہ نہ صرف خود اس کی خریداری اور اعانت میں حصہ لیں بلکہ دوستوں کو بھی اس کار خیر میں شریک کریں۔ مخلص احباب جماعت "بدر" کی امداد مندرجہ ذیل طریق پر کر کے اللہ تعالےٰ سے اجر پا سکتے ہیں:-

(۱) ہر مخلص دوست اس کے خود خریدار بنیں۔

(۲) دوسرے احباب کو خریدار بنائیں۔

(۳) اپنے غیر احمدی رشتہ داروں، دوستوں اور اپنے غیر مسلم دوستوں کے نام زیادہ سے زیادہ پرچے جاری کرائیں۔

(۴) خوشی کی تقاریب پر بطور عطیہ اخبار "بدر" کے لئے رقم ارسال کریں۔

(۵) ضروری مضامین اور خبریں بدر کے لئے بھجوائیں۔

ممکن ہے آپ کو بدر میں بعض خامیاں نظر آتی ہوں۔ لیکن اگر اس کی خریداری زیادہ ہو جائے تو ان نقائص کو کم سے کم کیا جا سکتا ہے۔ پس ان نقائص کو دور کرنے کے لئے بھی احباب کے تعاون کی ضرورت ہے۔ موجودہ زمانہ پریس اور اشاعت کا زمانہ ہے اور اخبارات تبلیغ و اشاعت کا بہت بڑا ذریعہ ہیں۔ حضرت اقدس مسیح الموعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کو اللہ تعالےٰ نے تکمیل اشاعت و ہدایت کے لئے بھیجا ہے۔ پس ہمیں بھی چاہیئے کہ اللہ تعالےٰ کے پیدا کردہ ذرائع اشاعت کو زیادہ سے زیادہ کام میں لا کر خدا تعالےٰ کے نام کو ملک کے طول و عرض میں پھیلائیں۔

جملہ عہدیداران جماعت سے بھی التماس ہے کہ وہ اپنے گرد و پیش کے تمام احباب کا جائزہ لیں اور صاحب استطاعت احباب کو انفرادی اور اجتماعی تحریک کر کے اخبار "بدر" کے خریدار بنائیں تاکہ کوئی فرد ایسا نہ رہے جو اخبار بدر کا خریدار نہ ہو۔ اللہ تعالےٰ آپ سب کے ساتھ ہو اور حافظ و ناصر رہے اور خدمات سلسلہ کی زیادہ سے زیادہ توفیق دے۔ آمین۔

ریلوے کے رعایتی ٹکٹ
جلسہ سالانہ قادیان پر آنے والے دوست فائدہ اٹھائیں

حسب دستور سابق اس سال بھی ریلوے بورڈ نے دسہرہ۔ دیوالی اور کرسمس کی تعطیلات میں رعایتی واپسی ٹکٹ جاری کرنے کا اعلان کیا ہے۔ اس اعلان کے مطابق ان ٹکٹوں پر ایک طرف کا پورا کرایہ اور دوسری طرف کا ½ کرایہ لیا جائے گا۔ دسہرہ کی چھٹیوں سے متعلق رعایتی ٹکٹ ۹ر سے ۲۲ر اکتوبر تک جاری کئے جائیں گے۔ ان ٹکٹوں پر کئے جانے والا سفر ہر حالت میں ۱۵ دن کے اندر اندر ختم کرنا چاہیئے۔ اس مدت میں ٹکٹ جاری ہونے اور واپسی سفر ختم ہونے کی دونوں تاریخیں شامل ہوں گی۔ یہ ٹکٹ صرف ایسے ریلوے سٹیشنوں کے درمیان ہی جاری ہو سکیں گے، جن کا درمیانی فاصلہ کم از کم ڈیڑھ سو میل ہوگا۔ ایک سفر پر راستہ میں اُترنے کی اجازت نہیں ہوگی۔ البتہ جاتے وقت یکطرفہ سفر کے ٹکٹوں پر لاگو ہونے والے قواعد کے ماتحت راستہ میں اُترنے کی اجازت ہوگی۔ مسافروں کو چاہیئے کہ وہ واپسی سفر کے آغاز سے قبل اپنے واپسی نصف ٹکٹوں کو متعلقہ بکنگ آفسوں میں پیش کریں اور اس پر تاریخ ڈلوالیں جس سے یہ ظاہر ہو کہ واپسی سفر کس روز شروع ہوا تھا ایسا کرنا نہایت ضروری ہے۔ (بحوالہ پرتاپ جالندھر ۸ ۵)

ایک معلوماتی مضمون

"بلغاریہ کا قومی دن"

(کچھ اعداد و شمار)

بلغاریہ کے عوام ۹ ستمبر ۱۹۵۸ء کو اپنا قومی دن منائیں گے۔ چودہ سال قبل جب سوویت فوج مشرقی یورپ میں آگے بڑھ رہی تھی تو اس دن بلغاریہ کے عوام نے ملک کی شاہی فاشسٹ حکومت کا مسلح بغاوت کے ذریعہ تختہ اُلٹ دیا۔ ملک کو ہمیشہ کے لئے آزاد کرا لیا اور عوامی جمہوری حکومت قائم کی۔

عوامی راج میں بلغاریہ ایک پسماندہ زرعی ملک سے صنعتی زرعی ملک بن گیا۔ اشتراکی صنعت بڑی تیز رفتاری سے عمل میں آئی اور پوری قومی معیشت کی از سر نو تعمیر کے لئے مضبوط بنیاد پڑ گئی۔ بھاری صنعت کی کئی نئی شاخیں قائم ہوئیں۔ جیسے آہنی دھاتوں کے کارخانے، مشین سازی، بھاری کیمیائی صنعت اور برقی صنعت۔ مشین سازی جو بھاری صنعت کی جان ہے تیز رفتاری سے آگے بڑھ رہی ہے۔ اور اس کا سامان باہر تک بھیجا جانے لگا ہے۔ اب بلغاریہ ٹریکٹر کو چھوڑ کر ہر قسم کی زرعی مشین تیار کرتا ہے بھاری اور ہلکی صنعت میں سینکڑوں نئے کارخانے قائم ہوئے ہیں۔

غذائی اور ہلکی صنعت بھی تیزی سے ترقی کر رہی ہے۔ بلغاریہ کے عوام کی ساری ضروریات ان صنعتوں سے پوری ہو جاتی ہیں۔ اور بہت سا اعلےٰ قسم کا سامان باہر بھی بھیجا جاتا ہے۔ ۱۹۳۹ء کی سطح کے مقابلے میں ۱۹۵۶ء میں مجموعی صنعتی پیداوار آٹھ گنا زیادہ ہوئی۔ ملک میں امداد باہمی کے نظام نے بھی مضبوطی سے جڑیں پکڑ لیں۔ پنچایتی فارموں میں ملک کی کُل قابلِ کاشت زمین کا ۹۰ فی صدی حصہ شامل ہے۔ مشین ٹریکٹر اسٹیشن فارموں کو جدید ترین مشینیں دیتے ہیں۔

بلغاریہ کی بیرونی تجارت میں بھی اضافہ ہو رہا ہے۔ اب وہ ساٹھ سے زیادہ ملکوں کے ساتھ تجارت کرتا ہے۔ جنگ سے پہلے بلغاریہ ۱۴۰ قسم کی چیزیں باہر بھیجتا تھا۔ اور اب ان کی تعداد چھ سو ہے۔ بلغاریہ کی بیرونی تجارت میں اضافے کی وجہ سے قومی معیشت ترقی کر رہی ہے اور اس سے ملک کی معاشی ترقی کا بھی اندازہ ہوتا ہے۔

عوامی حکومت محنت کش عوام کی ثقافتی اور تہذیبی ضروریات کا بھی بہت خیال رکھتی ہے۔ گذشتہ چھ برس میں اشیاء صرف کی قیمتوں میں چھ مرتبہ کمی کی گئی۔ اسی مدت میں پھٹکر تجارت میں دُگنا اضافہ ہوا جس سے اندازہ ہوتا ہے کہ محنت کش عوام کی قوتِ خرید میں کس طرح اضافہ ہو رہا ہے۔ اور بلغاریہ کی معیشت کس طرح عوام کی ضروریات پوری کرتی ہے۔ عوام کی خواہش کے مطابق بلغاریہ کی حکومت امن اور تمام ملکوں کے ساتھ پُر امن بقائے باہم کی پالیسی پر عمل کرتی ہے۔ اور چاہتی ہے کہ ملک کی ترقی میں کوئی رکاوٹ پیش نہ آئے۔

بلغاریہ کے عوام کو خوشی ہے کہ ہندوستان کے ساتھ ان کی دوستی میں اضافہ ہو رہا ہے۔ بلغاریہ کی حکومت اور عوام کو یقین ہے کہ یہ دونوں قومیں ایک دوسرے کے اور قریب آئیں گی اپنے ملکوں کو ترقی دینے کے کام میں ایک دوسرے سے تعاون کریں گی اور پنچ شیل پر قائم رہیں گی۔

گذشتہ تیرہ برس میں بلغاریہ میں ۶۴۵ر۲۸ کتابیں ۲۱ کروڑ ۷۷ لاکھ ۵۷ ہزار سات سو کی تعداد میں شائع ہوئیں۔ بلغاریہ میں کتابوں کی اشاعت میں بہت نمایاں ترقی ہوئی۔ جس کا اندازہ اس بات سے ہوتا ہے کہ ۱۹۳۹ء میں تمام کتابوں کی مجموعی اشاعت ۶۵ لاکھ تھی۔ اور ۱۹۵۶ء میں یہ تعداد بڑھ کر دو کروڑ ہو گئی۔

- بلغاریہ کی آبادی ۷۵ لاکھ ہے۔
- ۱۹۴۴ء کے مقابلہ میں بلغاریہ میں روزانہ اخباروں کی اشاعت میں چھ گنا اضافہ ہوا۔
- ۱۹۴۴ء میں ۱۸ ر ۲۹ کتب خانے تھے جن میں بیس لاکھ ۷۸ ہزار کتابیں تھیں۔ آج ۴۵۲ر۴ کتب خانے ہیں جن میں ۶۵ لاکھ کتابیں ہیں ان کتب خانوں میں ۴۲۵۰ کتب خانے دیہات میں ہیں ان میں شہروں کے ریاستی اور میونسپل کتب خانے شامل نہیں ہیں۔ فیکٹریوں اور کارخانوں میں بھی کتب خانے ہیں جن کی تعداد آج کل ۳۰۴۰ر۱ ہے۔
- ملک بھر میں سینماؤں کا جال سا پھیلا ہوا ہے۔ چودہ سال قبل بلغاریہ میں صرف ۱۵۵ سینما تھے اور اب ۲۰۰ر۱ سینما ہیں۔
- ۱۹۴۴ء میں بلغاریہ میں ایک لاکھ اسّی ہزار ریڈیو تھے۔ اب ان کی تعداد تقریباً دس لاکھ ہے۔ گذشتہ چند برسوں میں بے شمار گاؤں میں ریڈیو، لاؤڈ سپیکر پہنچ گئے ہیں ایسے

بقیہ

گاؤں کی تعداد ہزار سو ہے۔ بلغاریہ کے ہر دوسرے

بقیہ

گھر میں یا تو ریڈیو سیٹ ہے۔ یا لاؤڈ سپیکر یونٹ

بمبئی میں ایک ادارہ کے افتتاح پر

اسلامی اقتصادیات پر احمدی مبلغ کی دلچسپ تقریر!

(از مکرم مولوی سمیع اللہ صاحب انچارج احمدیہ مسلم مشن بمبئی)

بمبئی - ۲۳ر اگست - آج شری گلزاری لال نندہ لیبر اینڈ پلاننگ منسٹر نے ایک تجارتی ادارہ C. N کارپوریشن کا افتتاح کیا۔ یہ ادارہ سوسائٹی آف دی سرونٹس آف گاڈ کی سرپرستی میں مالکان مل کی طرف سے کھولا گیا ہے۔ دن کے گیارہ بجے سے شام کے سات بجے تک کارپوریشن کے مختلف پروگرام تھے۔ ان میں گیارہ سے ایک بجے تک تقریر دن کا پروگرام بھی تھا۔ مجھے ان تمام پروگراموں میں شرکت کی خصوصی دعوت آئی تھی۔ تقریر کے پروگرام میں دو عیسائی۔ ایک ہندو۔ ایک مل مالک۔ ڈاکٹر دین شاہ مہتہ اور خاکسار نے حصہ لیا۔ مجھے قرآن پاک کے اقتصادی نظام پر تقریر کی فرمائش کی گئی تھی۔ میں نے بفضلہ تعالیٰ ۴۵ منٹ تک "اسلامی اقتصادیات" پر تقریر کی۔ جس میں سرمایہ۔ محنت اور منافع کے اصول پر قرآن شریف کی روشنی میں بحث کی۔ اور جا بجا کمیونزم سے اس کا موازنہ بھی کرتا گیا۔ شری گلزاری لال نندا شروع سے آخر تک توجہ سے تقریر سنتے رہے۔ تقریر کے بعد کھانے کی میز پر مل مالکان اور صدر سوسائٹی کی طرف سے یہ خواہش ظاہر کی گئی کہ میں قرآن کریم کے اقتصادی پروگرام کا ایک خاکہ جس میں عربی عبارت بھی ہو تیار کر کے کارپوریشن کو دوں۔ کارپوریشن اسے اپنے میگزین میں شائع کرے گا اور اپنے دستور العمل میں ملحوظ رکھے گا۔

معلوماتِ عامہ

ناپ تول کا میٹرک نظام

بھارت میں ناپ تول کا (میٹرک) اعشاری نظام اکتوبر ۱۹۵۸ء سے شروع ہو رہا ہے۔ صوبہ پنجاب میں فی الحال جالندھر۔ امرتسر۔ پٹیالہ۔ گوڑگاؤں۔ لدھیانہ اور انبالہ چھ اضلاع میں اس کا نفاذ عمل میں لایا جا رہا ہے۔

اس نظام کا نام ناپ کے بنیادی یونٹ میٹر کی رعایت سے میٹرک رکھا گیا ہے۔ تمام عشری نظاموں کی طرح اس میں بھی سارا حساب کتاب دس کے قاعدے سے ہوتا ہے۔ چنانچہ ناپ تول اور حجم کے پیمانے دس ہی سے ضرب یا تقسیم کر کے بڑھائے یا گھٹائے جاسکتے ہیں۔

میٹرک نظام میں بڑے یونٹ بنانے کے لئے میٹر سے پہلے لفظ ڈیکا (یعنی ۱۰ گنا) لگایا جاتا ہے۔ اسی طرح ہیکٹو (۱۰×۱۰ = ۱۰۰ گنا) اور کیلو (۱۰×۱۰×۱۰ = ۱۰۰۰ گنا) کے لئے استعمال کئے جاتے ہیں۔ چھوٹے یونٹ لفظ ڈِسی ($\frac{1}{10}$) لگا کر بنائے جاتے ہیں سنٹی ($\frac{1}{100}$) کو اور ملی ($\frac{1}{1000}$) کو ظاہر کرتا ہے۔

جدول

چھوٹے یونٹ

۱۰ ملی میٹر = ۱ سینٹی میٹر
۱۰ سینٹی میٹر = ۱ ڈِسی میٹر
۱۰ ڈِسی میٹر = ۱ میٹر

بڑے یونٹ

۱۰ میٹر = ۱ ڈیکا میٹر
۱۰ ڈیکا میٹر = ۱ ہیکٹو میٹر
۱۰ ہیکٹو میٹر = ۱ کیلو میٹر

نوٹ:- ناپ کا بنیادی یونٹ میٹر ہے جو تقریباً ۴۰ انچ کے برابر ہے۔ اور کیلو میٹر پانچ فرلانگ کے برابر ہے۔

منقولات

طلباء میں ڈسپلن کی کمی
کیریکٹر کی پستی

گورکھپور کی ایک تازہ اطلاع ہے کہ وہاں طلباء کا ایک گروہ بغیر ٹکٹ سفر کر رہا تھا۔ اور جب ان سے ٹکٹ طلب کیا گیا تو انہوں نے نہ صرف ریلوے گارڈ۔ ٹراولنگ ٹکٹ ایگزیمنر اور انجن ڈرائیور پر حملہ کیا بلکہ انہوں نے انجن کو بھی نقصان پہنچایا۔ یہ طلباء تین چار سو کی تعداد میں تھے اور انہوں نے سٹیشن پر سامان فروخت کرنے والے خوانچہ فروشوں کو بھی لوٹ لیا۔ اور چونکہ انجن کو نقصان پہنچا تھا ایک دوسرا انجن بھیجا گیا تو یہ ٹرین روانہ ہوئی۔ اور اس سلسلہ میں نو طلباء کو گرفتار کیا گیا۔

طلباء کے کیریکٹر کی پستی اور ان میں ڈسپلن کی کمی کے مظاہرہ کا یہ پہلا واقعہ نہیں کیونکہ کوئی دن ایسا نہیں گذرتا جب کہ ملک کے کسی نہ کسی حصہ سے طلباء کے غنڈہ پن کی شکائتیں نہ آتی ہوں۔ چنانچہ راہ چلتی لڑکیوں سے گندہ مذاق کرنا۔ ریلوے میں بغیر ٹکٹ سفر کرنا۔ اگر چند طلباء اکٹھے ہوں تو غنڈہ پن کا مظاہرہ کرنا اور پروفیسروں اور سکول ماسٹروں کی بے ادبی اور توہین کا مرتکب ہونا تو ہر روز کے واقعات ہیں جن کو قابل برداشت قرار نہیں دیا جا سکتا۔ اور جو تحقیق علم اور تربیت حاصل کرنے والے طلباء کے دامن پر ایک سیاہ ترین داغ ہے۔ اور جس کو نہ صرف ان کی ذات کے لئے بلکہ ملک کے لئے بھی شرم کا باعث قرار دیا جانا چاہیئے۔

اگر طلباء میں ڈسپلن کی کمی اور ان کے شعار کے قابل الزام ہونے کی پچھلی تاریخ پر غور کیا جائے تو یہ واقعہ ہے کہ سنہ ۱۹۱۹ء سے پہلے ملک میں ایسے واقعات نہ ہوتے تھے۔ اور طلباء کی سرگرمیاں صرف تعلیم حاصل کرنے تک محدود تھیں لیکن جب ان میں تبدیلی پیدا ہوئی تو مہاتما گاندھی کی عدم تشدد کی تحریک کے جاری ہونے کے بعد جب مہاتما جی نے حب الوطنی کے انتہائی جذبات سے متاثر ہو کر طلباء کو بھی حکم دیا کہ وہ سکولوں اور کالجوں سے نکل کر سیاست میں دلچسپی لینی شروع کریں اور اس کے بعد یہ سنہ ۱۹۴۲ء کی "ڈو آر ڈائی" یعنی کرو یا مرو کی سپرٹ کے ساتھ انگریزوں کے زمانہ میں تخریبی تحریکوں میں بھی شامل ہو گئے جس کا نتیجہ یہ ہے کہ طلباء آئندہ کے لئے ڈسپلن سے قطعی محروم ہو گئے۔ اور آج یہ بغیر ٹکٹ کے سفر کرنے یا خواتین پر آوازے کسنے میں بھی شرم محسوس نہیں کرتے۔ اور اپنی کمینہ ٹائپ کی کیریکٹر سے محروم حرکتوں کو بھی یہ اپنا پیدائشی حق سمجھے ہوئے ہیں۔

مرکزی گورنمنٹ کا فرض ہے کہ وہ اس مسئلہ پر سنجیدگی کے ساتھ غور کرے اور طلباء کے سیاست میں شامل کرنے کی غلطی کو تسلیم کرتے ہوئے آئندہ ایسا قدم اُٹھایا جائے کہ طلباء کو سیاست میں دلچسپی لینے کی ممانعت ہو اور ایسے ذرائع اختیار کئے جائیں جو طلباء کے کیریکٹر کو بلند کرنے اور ان میں ڈسپلن پیدا کرنے کا باعث ہوں۔ (ریاست دہلی ۲۵ ۸/۵۸)

گائے کی اہمیت کم ہوئی ہے

لکھنؤ سے انگریزی معاصر "انڈین ایکسپریس" کے نامہ نگار نے اطلاع دی ہے کہ گائے سے زیادہ دودھ کی توقع کرنا عبث ہے۔

گھروں میں اور ڈیری فارموں میں زیادہ دودھ کے لئے بھینسوں کی پرورش کی جاتی ہے اترپردیش میں گائے کے دودھ کی اوسط پیداوار فی گائے روزانہ صرف ڈیڑھ پونڈ ہے۔ مگر امریکہ میں یہ اوسط پینتیس پونڈ ہے یعنی یہاں کے مقابلہ میں دس گنی؟ نامہ نگار نے بتایا ہے کہ گائے کے ذبیحہ کی پابندی لگنے سے دودھ کی پیداوار میں کوئی اضافہ نہیں ہوا۔ گذشتہ ۴۵ سال میں گائے کا ذبیحہ کم ہوا۔ مگر گائے کی تعداد کم ہوتی گئی۔ اسی عرصہ میں بھینسیں زیادہ کٹتیں مگر پیداوار میں اضافہ ہوا۔ سنہ ۱۹۰۵ء میں گایوں کی تعداد (اترپردیش میں) ۶۹ لاکھ تھی۔ مگر سنہ ۱۹۴۵ء میں یہ تعداد ۶۱ لاکھ رہ گئی۔ سنہ ۱۹۰۵ء میں بھینسوں کی تعداد ۴۲ لاکھ تھی سنہ ۱۹۴۵ء میں یہ تعداد پچاس لاکھ ہو گئی۔ ذبح خانوں کے اعداد و شمار سے معلوم ہوا کہ ۴۵ سال میں کل ۱۲ لاکھ گائیں کاٹی گئیں۔ اور بھینسیں ۲۳ لاکھ! یعنی جس کا ذبیحہ کم ہوا۔ اسی کی پیداوار ماری گئی۔ اور جس کا زیادہ ہوا قدرت نے اسی کو برکت دی اور اسی کی پیداوار میں اضافہ ہوا! یہ اعداد و شمار کن لوگوں کے حق میں جاتے ہیں؟ اس پر ذرا خاموشی سے غور کر لیجئے۔"

(الجمعیت دہلی ۲۷.۸.۵۸)

مملکت اسرائیل

(بقیہ صفحہ اول)

تر صنعت و حرفت اصول حفظان صحت اور سائنسی آلات کے اعتبار سے وہ امریکہ کا ایک شہر معلوم ہوتا ہے۔ یہودیوں نے یہ شہر آباد کر کے فطرت کے ساتھ اپنی محبت کا ثبوت دیا ہے۔ تعلیمی مرکز۔ امداد باہمی اور تمدنی زندگی میں "مشرق وسطےٰ" کا کوئی شہر اس کا مقابلہ نہیں کر سکتا۔ پورے فلسطین میں یہودیوں نے پختہ سڑکوں کا جال پھیلا دیا ہے۔ اس لئے آمد و رفت اور اموال تجارت کی نقل و حرکت پر موسم کا کوئی اثر نہیں پڑتا۔

زراعت بنجر زمین اور ریتیلے صحراؤں کو قابل زراعت بنانے میں یہودیوں نے اپنی انتہائی اولوالعزمی کا ثبوت دیا ہے مشرق وسطےٰ میں "قابل کاشت" زمین کی کمی نہیں۔ مگر ایران۔ عراق یا شام کہیں سائنسی طریق پر کاشتکاری نہیں ہوتی۔ بلکہ ہر جگہ وہی فرسودہ نظام۔ لکڑی کے ہل۔ "بیمار و نحیف مویشی" سے زراعت کا کام لیا جاتا ہے۔ مگر فلسطین میں ہر طرف "خود حرکت" ٹریکٹر سڑکوں اور کھیتوں میں دوڑتے نظر آتے ہیں۔ ہر علاقہ میں کاشتکاری کا وہی طریق اختیار کیا گیا ہے۔ جو وہاں کے کاشتکاروں کی طبیعت کے لئے موزوں ہے۔ پورے فلسطین میں ایک قطعہ ایسا بھی ہے۔ جہاں مشترکہ کھیتی ہوتی ہے۔ وہاں کسانوں کی تمام ضروریات زندگی کا کفیل "گرام پنچایت" ہے جہاں روس کی طرح مشترکہ زراعت کا تجربہ کیا گیا ہے اور یہ تجربہ کامیاب رہا ہے۔ مگر یہ تجربہ حاصل کرنے کے لئے نہ کسی کی حق تلفی کی گئی ہے نہ کسی زمیندار یا کسان کے گلے پر "استبداد" کا خنجر چلایا گیا ہے بلکہ گاؤں والوں نے آس پاس کی ریتلی وادی بنجر زمین کو "قابل کاشت" بنا کر وہاں اشتراکی سماج کی بنیاد ڈالی ہے۔ اس گاؤں کا نام ہے تواظ۔

ڈیری فارم یہودی جب فلسطین آئے تو یہاں کی زندگی کو نیا جنم دینے کے لئے انہیں مویشیوں کی ضرورت پڑی۔ مگر مشرق وسطےٰ میں اعلےٰ نسل کے مویشی کہاں؟ پورے مشرق وسطےٰ میں کوئی قابل ذکر ڈیری فارم بھی نہیں تھا۔ یہودیوں نے زندگی کی یہ ضرورت پوری کرنے کے لئے بہت سے جتن کئے۔ پہلے تو کچھ جانور یورپ سے منگائے۔ مگر یہ تجربہ ناکام رہا۔ ان جانوروں کو فلسطین کی آب و ہوا راس نہیں آئی۔ "ولندیزی" گائے کا بھی تجربہ کیا گیا۔ مگر سب سے مفید ولندیزی سانڈ اور شامی گائے کی نسل ثابت ہوئی۔ یہودیوں کو اس جد و جہد کا یہ ثمرہ ملا کہ فلسطین میں ہر جانور کے دودھ کی اوسط پیداوار ۹ ہزار پونڈ سالانہ ہو گئی۔ حالانکہ مشرق وسطےٰ میں فی مویشی دودھ کی اوسط پیداوار صرف ۱۵ سو پونڈ سالانہ ہے۔ ڈیری فارم کے معاملہ میں فلسطین امریکہ سے بھی زیادہ کامیاب نکلا۔ امریکہ میں فی مویشی دودھ کی اوسط پیداوار ساڑھے آٹھ ہزار پونڈ سالانہ ہے۔

ملیریا مچھر یہودیوں کے آنے سے پہلے فلسطین میں بڑی بڑی دلدلیں پائی جاتی تھیں اور وہاں ملیریا کے مچھر پرورش پاتے تھے۔ لیکن یہودیوں نے یہاں آتے ہی دلدلوں کو خشک کرنے کا بیڑا اُٹھا لیا۔ وہ مسلسل آٹھ سال تک دلدلوں اور ملیریا کے مچھروں سے جنگ کرتے رہے۔ اس کا نتیجہ یہ ہوا کہ فلسطین نے ملیریا سے نجات پائی ہی۔ ملک کو کاشتکاری کے لئے بھی سوا لاکھ ایکڑ زمین مل گئی۔

صحت گاہیں فلسطین کے ہر شہر بلکہ گاؤں میں عمدہ "صحت گاہیں" قائم کی گئی ہیں جن میں مفت علاج ہوتا۔ ہر یہودی نے بیماری کے خلاف تقدیر سے اس قدر جنگ کی ہے کہ وہاں کے باشندے کی اوسط عمر میں حیرت انگیز اضافہ ہو گیا ہے۔ اور بچوں کی شرح اموات میں اتنی کمی آئی ہے کہ اگر مغرب میں پچیس فیصدی ہے تو فلسطین میں صرف ۴۴ فی ہزار۔ (باقی)

اردو اور تلنگی

آندھرا پردیش اسمبلی میں ایک مخالف ممبر نے اسپیکر سے درخواست کی کہ وزیر آب پاشی نے اردو سوالات کے جوابات اردو میں دیئے ہیں ان کا ترجمہ تلنگی زبان میں سنائیں۔ ڈپٹی اسپیکر نے یہ رولنگ دیا کہ چونکہ اردو اور تلنگی دونوں کو آندھرا کی علاقائی زبان تسلیم کیا گیا ہے۔ اس لئے منسٹر اور ممبر جس زبان میں چاہیں تقریر کر سکتے ہیں۔ انہیں کسی ایک زبان اپنی تقریر کا ترجمہ سنانے کی ضرورت نہیں! جن صاحب نے اسمبلی میں اردو کے ذریعہ سوال کیا تھا وہ مادھو راؤ دیش پانڈے تھے۔ انہوں نے جواب بھی اردو ہی میں پایا اور اسپیکر کو مندرجہ بالا رولنگ دینی پڑی۔ ہمیں خوشی ہے کہ آندھرا پردیش نے اردو کی سرکاری حیثیت کو عمل میں لانا شروع کر دیا ہے۔ اگر وہاں اعلان کے مطابق پوری طرح عمل ہوا تو دنیا دیکھے گی کہ نہ تو اردو کی وجہ سے زمین شق ہو گی اور نہ آسمان ہی سروں پر گرے گا نہ ملک تقسیم ہو گا اور نہ قوم دشمن عناصر کو تقویت حاصل ہو گی۔ بلکہ وہاں قومی ایکتا قائم ہو گی زبان کے جھگڑے ختم ہوں گے اور تعاون کی سپرٹ کو فروغ حاصل ہو گا۔ (الجمعیۃ دہلی ۲۴.۸.۵۸)

چندہ جلسہ سالانہ

احباب جماعت اور عہدیداران کی فوری توجہ کیلئے

جلسہ سالانہ قادیان کے انعقاد میں ڈیڑھ ماہ سے بھی کم عرصہ باقی رہ گیا ہے

جماعت احمدیہ کا جلسہ سالانہ احمدیت کے قیام کی اغراض کو پورا کرنے کا ایک بہت بڑا ذریعہ ہے۔ جلسہ سالانہ کے موقع پر شمع احمدیت کے پروانے کثیر تعداد میں اپنے مقدس مرکز قادیان میں جمع ہو کر اپنے اندر زندگی کی نئی روح محسوس کرتے ہیں۔ اور اشاعتِ اسلام اور تزکیہ نفس کے لئے ان میں از سر نو بیداری پیدا ہو جاتی ہے۔

اس مقدس تقریب یعنی جلسہ سالانہ کے اخراجات پورا کرنے کے لئے حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کے زمانہ مبارک سے ایک خاص چندہ جاری ہے۔ جس کا نام چندہ جلسہ سالانہ ہے اور اس کی شرح ہر دوست کی سال میں ایک ماہ کی آمد کا دسواں حصہ یا سالانہ آمد کا $\frac{1}{120}$ حصہ بطور لازمی چندہ کے مقرر ہے۔

جلسہ سالانہ کے انعقاد کی تاریخیں قریب آتی جارہی ہیں۔ اور اب صرف ڈیڑھ ماہ کا قلیل عرصہ باقی رہ گیا ہے۔ چونکہ اس وقت تک چندہ بہت کم وصول ہوا ہے اسلئے تمام جماعتوں سے درخواست ہے کہ وہ اب چندہ جلسہ سالانہ کی وصولی کی طرف پوری توجہ دیں۔ اور جو احباب اس چندہ کی یکمشت ادائیگی کی توفیق رکھتے ہوں ان سے فوری طور پر یکمشت وصولی کی جائے اور جو بالاقساط ادا کر سکتے ہوں ان سے بڑی اقساط میں جلسہ سالانہ سے قبل وصولی کی جائے۔ جو دوست اس چندہ کی ادائیگی میں جلدی کریں گے وہ اللہ تعالیٰ کے نزدیک زیادہ ثواب کے مستحق ہیں۔ جماعتوں کے عہدیداروں سے وصولی کے لئے خاص کوشش کرنے کی درخواست ہے۔

ناظر بیت المال قادیان

بقایا دار احباب کے لئے لمحہ فکریہ

سیدنا حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام فرماتے ہیں:-

"جو شخص تین ماہ تک چندہ ادا نہ کرے گا اس کا نام سلسلہ بیعت سے کاٹ دیا جائے گا اور اس کے بعد کوئی مغرور اور لاپرواہ جو انصار میں داخل نہیں اس سلسلہ میں ہرگز نہ رہ سکے گا"

گویا تین ماہ تک چندہ نہ دینے والے کے متعلق حضور کا اس قدر سخت انذار ہے کہ وہ سلسلہ بیعت سے کٹ جاتا ہے۔ چہ جائیکہ جو شخص اس سے زیادہ کئی ماہ یا کئی سال سے چندہ کا تارک ہو۔ ایسا شخص اپنے تاریک انجام کے متعلق خود غور کر سکتا ہے۔

ظاہری طور پر اگر کوئی جماعت سے خارج نہ بھی ہو لیکن خدا تعالیٰ کے حضور اس کوتاہی کی پاداش میں اگر کسی کا نام سلسلہ بیعت سے کٹ جائے۔ تو یہ امر اس کے لئے ارشادِ خداوندی خسر الدنیا والاخرہ کے مطابق سخت نقصان اور خسران کا موجب ہے

ناظر بیت المال قادیان

ضروری اعلان

مرکزی مدارس موسمی تعطیلات کے بعد مندرجہ ذیل تاریخوں کو کھل رہے ہیں۔ جملہ اساتذہ اور طلبہ اور طالبات کو سکول کھلنے سے چند دن پہلے ہی قادیان پہنچ جانا چاہیئے۔ تاکہ پڑھائی کا حرج نہ ہو۔

۱۔ مدرسہ تعلیم الاسلام قادیان - مورخہ $\frac{9}{58}$-۶ کو کھلے گا

۲۔ مدرسہ احمدیہ قادیان " $\frac{9}{58}$-۱۳ " " "

۳۔ نصرت گرلز سکول " $\frac{9}{58}$-۲۰ " " "

(ناظر تعلیم و تربیت قادیان)

عہدیداران تبلیغ توجہ کریں!

جملہ امراء و صدر صاحبان و سیکرٹریان تبلیغ مہربانی فرما کر اپنے اور قریبی شہروں کی لائبریریوں کے مکمل پتہ جات ارسال فرما دیں تاکہ ان میں سلسلہ کا لٹریچر بھجوایا جا سکے مبلغین بھی جہاں ہیں وہ بھی اس کی تکمیل کے لئے توجہ کریں

(ناظر دعوت و تبلیغ قادیان)

چندہ نشر و اشاعت اور احباب و جماعتہائے احمدیہ بھارت کا تعاون

جیسا کہ احباب کو معلوم ہو چکا ہے کہ چندہ نشر و اشاعت امسال مشروط بہ آمد رکھ کر بجٹ تیار کیا گیا ہے اور ہمارے وسیع ملک میں متعدد زبانیں بولی جاتی ہیں اور ان زبانوں میں لٹریچر شائع کرنے کی ضرورت ہے۔ روحانیت کے لئے پیاسی روحیں آسمانی آواز کے لئے تڑپ رہی ہیں اور سلسلہ حقہ کی تبلیغ کے لئے فضا سازگار ہے اور میدان تیار ہے۔ اس سے فائدہ اٹھانا ہمارا کام ہے کہ لوہے کو گرم حالت میں کوٹ کر روحانیت کے سانچے میں ڈھالیں۔

نظارت ہذا اشاعت اسلام کے سلسلہ میں جو لٹریچر تقسیم کرتی ہے اس کی فہرست ہر ماہ اخبار بدر کے ذریعہ آپ تک پہنچ جاتی ہے۔ جس سے آپ بخوبی اس امر کا جائزہ لے سکتے ہیں کہ کس طرح مسلم و غیر مسلم احباب کی توجہ احمدیت کی طرف ہو رہی ہے۔ لہذا ضروری ہے کہ اشاعت لٹریچر کے فنڈ کو مضبوط کیا جائے تاکہ لٹریچر شائع بھی کروایا جا سکے اور پھر حسب ضرورت تقسیم بھی کیا جا سکے۔ اور اس غرض کے لئے احباب جماعت کا مخلصانہ تعاون درکار ہے۔

لیکن ابھی تک بعض جماعتیں اور بہت سے افراد اس اہم چندہ میں حصہ نہیں لے سکے۔ اگر آپ خدا تعالیٰ کی راہ میں قربانی پیش کریں گے تو وہ مہربان و شفیق خدا ضرور آپ کی تائید و نصرت فرمائے گا اور آپ کے دنیوی کاموں کا بوجھ ہلکا کر دے گا

نظارت ہذا ان مخلصین کے نام اخبار میں شائع کرا دیتی ہے جو اپنے وعدہ جات کی ادائیگی کر دیتے ہیں۔ لہذا جن احباب نے ابھی تک اپنے وعدہ جات ادا نہیں کئے ان سے درخواست کی جاتی ہے کہ وہ بھی جلد از جلد ادائیگی فرما کر عند اللہ ماجور ہوں نیز وہ احباب جو ابھی تک اس میں حصہ نہیں لے سکے ان سے بھی درخواست ہے کہ وہ بھی جلد از جلد اس کار خیر میں حصہ لے کر آسمانی آواز کو ہندوستان کے گوشہ گوشہ میں پہنچانے کے لئے نظارت ہذا سے تعاون فرماویں۔ اللہ تعالیٰ آپ سب کا حافظ و ناصر ہو اور اپنی خاص تائیدات سے نوازے آمین۔

نوٹ:- چندہ نشر و اشاعت کی رقوم دفتر محاسب صدر انجمن احمدیہ قادیان میں بھجواتے وقت تفصیل سے دفتر ہذا کو علیحدہ طور پر مطلع فرمایا جائے۔ جزاکم اللہ احسن الجزاء

ناظر دعوت و تبلیغ قادیان

زکوٰۃ

زکوٰۃ اسلام کے ان پانچ ارکان میں سے ہے جن میں سے کسی ایک رکن کو چھوڑنے والا انسان مسلمان نہیں ہو سکتا۔

زکوٰۃ کا تارک اسی طرح خدا تعالیٰ کے حضور قابل مواخذہ ہے جس طرح کہ ایک نماز کا تارک۔

زکوٰۃ مومن کے مال کو پاک کرنے اور اس میں برکت ڈالنے کا ایک ذریعہ ہے۔

زکوٰۃ اپنے طور پر خرچ کرنا شرعاً ناجائز ہے۔

زکوٰۃ کی وصولی کا کام حضرت امیر المومنین خلیفۃ المسیح الثانی ایدہ اللہ تعالیٰ نے نظارت بیت المال کے سپرد فرمایا ہے۔

پس اگر آپ اپنے مال میں ترقی چاہتے ہیں۔ تو دین کی زکوٰۃ ادا کریں یہ ایسا تیر بہدف نسخہ ہے جو تیرہ سو سال سے کبھی خطا نہیں ہوا۔ پس اس آزمودہ پر عمل کرنا دین اور دنیا میں فلاح پانے کا حقیقی ذریعہ ہے۔

ناظر بیت المال قادیان

لازمی چندہ جات

موجودہ مالی سال کے چار ماہ گذر چکے ہیں۔ اکثر جماعتوں کی طرف سے نسبتی بجٹ کے مطابق چندہ جات کی رقوم وصول ہو کر مرکز نہیں پہنچ رہیں۔ اسلئے تمام عہدیداران مال سے درخواست ہے۔ کہ گذشتہ چار مہینوں کے بقایا وصول کر کے اور آئندہ ہر ماہ باقاعدہ وصولی کرتے ہوئے سو فی صدی بجٹ پورا کرنے کی طرف ابھی سے خاص طور پر توجہ دیں۔

ناظر بیت المال قادیان

ولادتیں اور درخواستہائے دعا،

۱۔ اللہ تعالیٰ نے محض اپنے فضل و کرم سے اور حضرت امیر المومنین ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز و دیگر بزرگانِ سلسلہ کی دعاؤں کے طفیل سال کے بعد عاجز کو بچی کی عطا فرمائی ہے جس کا نام امۃ القیوم رابعہ رکھا گیا۔ عاجزانہ درخواستِ دعا ہے کہ مولیٰ کریم نومولودہ موصوفہ کو نیک صالحہ اور ہمارے لئے قرۃ العین بناتے ہوئے ہم کو اپنے فضل سے نوازے۔ (آمین ثم آمین) خاکسار محمود خان ازمیرٹھی بنی مائنز بہار۔

۲۔ مکرم مولوی عبدالحق صاحب مبلغ بھاگلپور کے ہاں $\frac{8}{58}$-۲۲ کو پانچویں بچی تولد ہوئی ہے احباب نومولودہ کے نیک خادمہ دین اور والدین کیلئے قرۃ العین ہونیکے دعا فرمادیں اور بچی کی والدہ کی صحت کاملہ عاجلہ کیلئے بھی دعا فرمادیں۔

(ناظر دعوت و تبلیغ قادیان)

۳م۳۸ - ۳۔ مولوی منصور علی صاحب وکیل سیکرٹری مال جماعت احمدیہ ... ایک عرصہ سے بیمار چلے آرہے ہیں اس وقت بیماری سے زیادہ متاثر ہیں جسکی وجہ سے سب احباب کو بہت تشویش ہے۔ موصوف ایک مخلص نوجوان ہیں (عبدالحق مبلغ بھاگلپور)

خبریں

باکو ۲۳ر اگست۔ آذربائیجان کی سائنس اکاڈمی نے قرآن کے چند بہت نادر نسخے حاصل کر لئے ہیں۔ ان میں سے ایک سولھویں صدی میں لکھا گیا تھا اور آذربائیجان کی انیسویں صدی کی مشہور شاعرہ خورشید بانو کے خاندان میں تھا۔ یہ نسخہ کتابت اور آرائش کا بہترین نمونہ ہے۔ سوویٹ یونین میں جتنے نادر نسخے ہیں ان میں سے اس کا کوئی جواب نہیں ہے۔

اس کے سرورق پر سنہری روغن ہے جس میں بے انتہا چمک ہے اور صفحات کو پھول پتیوں سے آراستہ کیا گیا ہے جن کے رنگ چار سو سال کے بعد بھی ویسے ہی برقرار ہیں۔ سنہری رنگ کے لئے اصلی سونا استعمال کیا گیا تھا اور آرائش کا پس منظر بھی رنگ سے

ماسکو ۲۳ر اگست۔ نیز افغانستان میں قدیم کتابوں کا ایک نایاب ذخیرہ دستیاب ہوا ہے۔ ان میں ۹۵ کتب ہیں اور دو مسودات جو باجرہ اور شکر سے بنی ہوئی روشنائی میں لکھے ہوئے ہیں جو طویل مدت تک باقی رہتی ہے پہلے مسودے کا مصنف محمد بن الجزوری ہے اور موضوع ہے علم ہئیت۔ اس نے عربی زبان کے ہر حرف کے لئے ایک تصویر مقرر کی جس کی مدد سے آج ہم کچھ قدیم آثار پر لکھی ہوئی عبارتیں پڑھ سکتے ہیں۔ محققین کا خیال ہے کہ اس سے تحقیق کے کام میں بہت مدد ملے گی۔ یہ ۱۲۹۹ھ میں لکھا گیا تھا۔

دوسرا مسودہ فارسی میں ہے جس کا مصنف ہے شمس الدین ابن نور محمد استرافانی اس میں قدیم عربی شاعری کے مختلف اسالیب سے بحث کی گئی ہے۔ ابھی یہ طے نہیں ہو سکا کہ یہ مسودہ کب لکھا گیا تھا یہ سب کتابیں ایک غار میں ملی تھیں اور سب شائع ہو چکی ہیں۔ ان میں سے کچھ کا تعلق تفسیر قرآن سے ہے اور کچھ عربی گرامر، اخلاقیات، فلسفہ۔ علم ہئیت۔ الجبرا اور جغرافیہ وغیرہ سے تعلق رکھتی ہیں۔

لنڈن ۲۰ر اگست۔ ماسکو ریڈیو نے آج اعلان کیا کہ روسی دو کتوں کو خلا میں زمین سے ۲۸۱ میل کی دوری پر بھیجنے اور وہاں سے زمین پر زندہ واپس لانے میں کامیاب ہو گئے ہیں۔ نشریہ میں بتایا گیا کہ یہ کتے ایک راکٹ میں رکھ کر اڑا دیئے گئے تھے۔ بین الاقوامی جیوفزیکل سال کے پروگرام کے ماتحت یہ تجربہ کیا گیا تھا۔ اس راکٹ میں کتوں کے علاوہ جو ایک ہوا روک ڈبہ میں بند تھے کچھ اور آلات بھی نصب کئے گئے تھے۔ تاکہ کرۂ ہوائی کی بیرونی تہوں اور خلاء کے متعلق جدید معلومات حاصل ہو سکیں۔ کتوں اور دیگر ساز و سامان کا وزن ۳۷۲۵ پونڈ تھا۔ اس سے قبل حیوانوں کو صرف اس کی نصف بلندی تک کامیابی سے اڑایا گیا ہے۔ اس بات کا خاص اہتمام کیا گیا تھا کہ راکٹ پرواز کے دوران زمین کے گرد گھومنا شروع نہ کر دے۔ روس کے پورلی علاقہ کے وسط سے اس راکٹ کو اڑایا گیا تھا۔ کتوں کو جس ہوا روک ڈبے میں رکھا گیا اس میں پرواز کے دوران کتوں کی تفصیلی حالت ریکارڈ کرنے اور ان کا فلم لینے کا اہتمام کیا گیا تھا۔ ان کتوں کو مقررہ جگہ سے اتار لیا گیا۔

لندن میں یہ دفتیسرا سے مرزلی لاولی نے جو حال ہی میں روس کے دورے سے لوٹے ہیں کہا کہ روسی ایک ایسا راکٹ اڑا سکتے والے ہیں۔ جس میں انسان کو بٹھایا گیا ہوگا۔ روسی فوری طور سے چاند کو راکٹ روانہ کرنے کا کوئی ارادہ نہیں رکھتے۔ اس بارہ میں روسی کچھ ابتدائی تجربات کر رہے ہیں۔

کراچی ۳۰ر اگست آج یہاں ہندوستان اور پاکستان کی دولت مشترکہ کی وزارتوں کے سیکرٹریوں کی کانفرنس شروع ہوئی۔ آج کی نشست میں پاکستان کے مجوزہ ایجنڈہ پر غور کیا گیا۔ یہاں کے سیاسی حلقے مسٹر ڈیسائی کے اس بیان سے کہ جن سرحدی امور کا دونوں ملکوں کے درمیان تصفیہ نہ ہو سکے گا ان کو غیر جانبدار ٹریبونل کے سامنے پیش کیا جا سکتا ہے یہ نتیجہ نکال رہے ہیں کہ یہ کانفرنس کسی نہ کسی حد تک ضرور مفید ثابت ہوگی اور سرحدی جھگڑے کم سے کم ایک حد تک ضرور طے ہو جائیں گے۔

کراچی ۳۰ر اگست۔ ساحل کراچی کے ساتھ ساتھ ناریل کے درخت لگانے کا تجربہ کامیاب رہا ہے۔ حکومت لنکا نے چار ہزار پودے بھیجے تھے۔ ان میں سے دو سو پودے خشک ہو گئے، اور باقی سارے پودے جڑیں پکڑ چکے ہیں۔ اب حکومت نے اس علاقہ میں تجارتی بنیاد پر ناریل کے پودے لگانے کا فیصلہ کیا ہے۔ چنانچہ لنکا کی ایک فرم نے چھ ہزار پودے بھیجنے کی پیشکش کی ہے۔

کراچی ۳۰ر اگست۔ معلوم ہوا ہے کہ بلوچستان کے ضلع چینی کی پتھریلی چٹانوں سے سونا دریافت ہوا ہے۔ یہ سونا دال بندین کی ان چٹانوں کے قریب ملا ہے جہاں سے اس وقت لوہا نکالا جا رہا ہے۔ فی الحال سونے کی قلیل مقدار ملی ہے۔ تاہم خیال ہے کہ مزید سروے کے بعد یہاں سے کثیر مقدار میں سونا مہیا ہو سکے گا۔ اس مقام کے قریب سنگ سلیمانی کی دریافت بھی کی جا رہی ہے۔ جس کا شمار معدودے چند انتہائی قیمتی پتھروں میں ہوتا ہے۔

نئی دہلی ۳۰ر اگست۔ حکومت نے ایکسپورٹ کنٹرول آرڈر اور اس کے تحت بنائے گئے قوانین پر نظر ثانی کرنے کے بعد برآمد میں اضافہ کے لئے دس مختلف اشیاء سے برآمدی کنٹرول ختم کر دیا ہے۔ جن اشیاء سے برآمدی کنٹرول ختم کیا گیا۔ ان میں چینی۔ مختلف اقسام کے تیل، بجلی کا سامان۔ لوہے فولاد۔ ایلومینیم۔ تانبے، پیتل اور جست سے بنی ہوئی اشیاء شامل ہیں۔ بجلی کے پنکھوں تمام چینی کے برتنوں۔ لالٹینوں۔ دیاسلائی وغیرہ سے ہر قسم کی برآمدی پابندی ختم کر دی گئی ہے۔ ہینڈ لوم کپڑے کی برآمد سے بھی تمام پابندیاں ہٹالی گئی ہیں۔ حکومت کو توقع ہے کہ برآمد کنندگان اس سہولت سے پورا پورا فائدہ اٹھائیں گے۔

لندن۔ یکم ستمبر۔ آج ست بھارت کے وزیر خزانہ شری مرارجی ڈیسائی نے برطانیہ سے مالی امور کے سلسلہ میں برطانوی وزراء کے ساتھ باقاعدہ بات چیت شروع کر دی۔ آپ برطانوی وزیر خزانہ مسٹر ہیتھ کوٹ ایمری اسی آف میم اور دیگر حکام سے ملے۔ شری ڈیسائی کی اس پرائیویٹ بات چیت کا مقصد بھارت کے لئے برطانیہ سے زرنقد حاصل کرنا ہے۔ بھارت کو دوسرے پلان کے ختم ہونے سے پہلے پہلے ۵ ارب ۶ کروڑ روپیہ کا غیر ملکی زرمبادلہ درکار ہے۔ بھارت اور برطانیہ کی یہ بات چیت اس بات چیت کی روشنی میں ہو رہی ہے جو واشنگٹن میں پانچ ممالک کے درمیان عالمی بینک کی وساطت سے ہوئی۔ ان ممالک میں امریکہ برطانیہ کینیڈا۔ مغربی جرمنی اور جاپان شامل تھے۔

نئی دہلی یکم ستمبر۔ وزیراعظم پنڈت نہرو نے آج لوک سبھا میں تسلیم کر لیا ہے کہ باغی ناگا لیڈر فیزو ڈھاکہ میں ہے۔ انہیں وہاں پہنچے ہوئے کچھ عرصہ ہو گیا ہے واضح رہے۔ فیزو بھارت سے فرار ہو کر پاکستان پہنچا ہے اور ڈھاکہ میں مقیم ہے۔

تائیپے یکم ستمبر۔ چین کے ساحلی توپخانہ نے آج دسویں روز بھی کومنتانگ کے مقبوضہ جزیرہ کیموئے پر گولہ باری کی۔ لیکن آج کی گولہ باری زیادہ سخت نہ تھی کومنتانگ کی وزارت دفاع نے بتایا کہ کل آدھی رات سے آج صبح تک کمیونسٹوں نے کیموائے اور اس کے نواحی جزائر پر ایک سو گولے پھینکے۔